نقا

دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا

وما علینا الا البلاغ

صحیفہ آصفیہ

الموسوم بہ

تبلیغ بہ حضورِ نظام

خلد اللہ ملکہ

از جانب

حضرت قدوۃ السالکین سلطان العارفین سید المتقین عالیجناب
امیر المومنین حضرت قبلہ حاجی حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام

مصنّفہ

یکے از شاگردانِ حضرت خلیفۃ المسیح
خواجہ کمال الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل چیف کورٹ پنجاب
مصنف کرشن اوتار

سنہ ۱۹۰۹ء

مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور بہ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صحیفۂ آصفیہ

یعنی

نیاز نامہ

بحضورِ پرنور بندگانِ عالی متعالی حضرت ظلِ سبحانی فتح جنگ
نظام الدولہ مظفر الملک آصف جاہ بہادر
جی سی ایس آئی۔ جی سی بی خلد اللہ ملکہٗ

سب سے پہلے دُعا ہے۔ کہ وہ قادرِ مطلق شاہنشاہ اُس نیکدل بادشاہ کو جس نے رعایا کے آرام میں اپنا آرام اور رعایا کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور وہ احکم الحاکمین خدا اس ہمدردی مجسم فرماں روا کو جس نے

اپنی راحت اپنی آسائش اور اپنے خزانہ کو ایامِ بلا میں وقفِ رعایا کردیا۔ آئندہ ہر قسم کی ارضی وسماوی مکروہات سے محفوظ رکھے۔ **آمین**

اما بعد۔ یہ نیاز نامہ ایک حقیقی اخلاص اور سچّی ہمدردی سے لکھا گیا ہے۔ جو عاجز راقم کے دِل میں اُس دن سے جوش زن ہے۔ جب مالکِ ارض وسماء کی کوئی خاص مشیّت مُوسیٰ ندی کی عبرتناک طغیانی میں ظاہر ہوئی۔ اس واقعہ پر جس نے عروسِ دکن کو آن کی آن میں گورستان بنادیا۔ جس قدر رنج وغم کیا جائے تھوڑا ہے۔ وہ معمُورہ جواب سے چند ماہ پہلے بہمہ نوع ہندوستان کی ناک تھا۔ آج اُس کے بعض حصص ایک مُدّت سے اُجڑے ہوئے دیار کے آثار ہو رہے ہیں۔ وہ رفیعُ الشّان عمارتیں جو کل سربفلک تھیں آج الٰہی جبروت کے سامنے نگُونسار سربسجُود ہوگئیں۔ وہ گھر جنھیں ایک وقت اُن کی آسائش نے فردوس بنا رکھا تھا اِس وقت ایک ہَولناک ویرانہ کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ جو صُورتیں ایک صُبح ہزاروں خانمان کی باعثِ آبادی تھیں وہ شام ہوتے ہی بے بسی کے دریا میں غرق ہوکر ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں ❖

الغرض اِس دہریت کے زمانہ میں جب پاک نوشتے اور مُقدس صحیفے اساطیر الاولین ٹھہر چُکے تھے اُس ذوالعجائب و احد قہار نے اپنی پاک مصلحت سے تاریخ زمانہ کا ایک پارینہ ورق پلٹا اور اُس طوفان کو جو حضرت نوح علیہ السّلام کے وقت ایک بے حقیقت تنور سے اُبل پڑا تھا پھر سرزمینِ حیدرآباد میں ایک بے حقیقت ندی سے اُٹھا کر چشم زدن میں الکوس لِمن المُلک کا ڈنکہ بجا دیا۔

ظل اللہ! یُوں تو یہ رُوح فرسا واقعہ فی نفسہٖ ایک خطرناک ابتلا ہے لیکن یہ مصائب و شدائد جن کا شکار بلدہ ہُوا۔ کچھ وہاں تک ہی محدُود نہیں۔ بدبختی سے اس وقت دُنیا کا کوئی حصّہ ہوگا جسے کسی نہ کسی رنگ میں بلیّاتِ ارضی یا سماوی نے تباہ حال نہ کیا ہو۔ دس پندرہ سال سے ہندوستان تو ان کا تختۂ مشق ہو ہی رہا تھا۔ مگر اب تو ان کا دائرہ وسعت میں کُل دُنیا کو احاطہ کرنے لگا ہے۔ ہماری شومئے اعمال اگر طاعون بن کر چند سالوں میں ہمارے آباد امصار کو مساکن چغد و بُوم کرتی ہے۔ تو پھر ہماری بدبختی ایک آنی زلزلے کی صُورت میں ظاہر ہو کر ہزارہا سوئے ہوئے اِنسانوں کو

ہمیشہ کے لئے سُلا دیتی ہے۔ اگر ایک سال امساکِ بارش قحط
کے ذریعہ لاکھوں ہندوستانیوں کو لقمۂ موت کر دیتی ہے۔ تو
دوسرے سال کثرتِ بارش طیّار شدہ فصلوں کو تباہ کر کے خشک
سالی سے بدتر موجب ہلاکت ہو جاتی ہے۔ ریلوے جیسا پُر امن
سفر کثرتِ تصادم کے ذریعہ سقر بن رہا ہے۔ ہندوستان سے
باہر یُورپ امریکہ آئے دن کے مُہیب زلازل سے دم بخُود ہو
رہا ہے سیسلی۔ میسینا۔ چلّی۔ فرانسسکو۔ بُخارا ان میں سے
ہر ایک کا زلزلہ اپنی شدّت و مُہلک ہونے کے لحاظ سے کُل تاریخ
میں اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ ایران جہاں پولیٹیکل پیچیدگیوں
نے ایوانِ کسریٰ تزلزل میں ڈال رکھا تھا آخر کار زمینی زلازل
سے خالی نہ رہا۔ الغرض جس طرف نگاہ اُٹھاؤ ہر طرف موتا موتی
لگ رہی ہے ؂

ظل اللہ! اگر سچ پُوچھئے تو یہ خُدا کا عذاب ہے۔ جس نے سب سے
اول ہندوستان میں اُتر کر آہستہ آہستہ کُل دُنیا کو اپنا مورد
کر لیا ہے۔ وہ تمام کے تمام عذاب جن کا ذکر قرآن مجید میں دیکھ کر
مادّی لوگ اُنھیں فسانہ و کہانی سمجھا کرتے تھے آج وہ تمام کے
تمام یکے بعد دیگرے ہمارے سامنے واقعہ ہو رہے ہیں وہاں

تو کبھی طاعون کبھی زلزلہ کبھی سخت بارش کبھی تیز ہَوا اور کبھی تُند آواز صدیوں اور قرنوں کے فاصلہ سے مختلف اوقات میں عذاب بن کر مُنفرداً کسی مُلک یا قوم کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ یہاں دس پندرہ سال کے قلیل سے قلیل عرصہ نے قدیمی تاریخ کے کُل اوراق پلٹ دیئے۔ اور ان تمام حادثات کو یکے بعد دیگرے پیدا کر کے لوگوں سے طوعاً و کرہاً منوایا کہ یہ قرآنی قصص فسانہ یا کہانی نہ تھے بلکہ نافرمان قوموں کی تباہی کی سچّی تاریخ تھے۔ نوحؑ کا طُوفان ساکنانِ بلدہ نے بچشم خود ملاحظہ کیا۔ تباہ کرنے والی ہولناک آواز لوگوں نے سنہ ۱۹۹۱ و ۹۲ء میں اپنے کانوں سُنی۔ دھرم سالہ اور اُس کے مضافات میں پہاڑوں پر گھر بنانے والے ثمودیوں[1] پر وہ صُبح بھی نمودار ہوئی جس نے اُنھیں ہمیشہ اپنے گھروں میں زانو کے بل گرا دیا۔ طاعون[2] جس نے یہودیوں کو ہلاک کیا وہ اِس مُلک پر مُسلّط کیگئی۔ سدوم[3] یعنی

---

[1] فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۔ پس صبح کو وہ اپنے گھروں میں زانو کے بل گر کر بیجان لاشے کی طرح ڈھیر ہو گئے۔

[2] فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ پ۹ ع۲۰ ترجمہ۔ پس بھیجا ہم نے آسمان سے عذاب اُن پر بسبب اس کے کہ وہ ظلم کرتے تھے +

[3] فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ پ۱۴۔ ع۴۔ ترجمہ (ان کی بدکرداری کی وجہ سے) زمین کو ہم نے تہ و بالا کر دیا اور اُن پر پتھروں کا مینہ برسایا یا اُنھیں خوب پتھراؤ کیا) +

مسکنِ لوط کا تلپٹ ہونا تو عجیب داستان سمجھی جاتی تھی ۔ لیکن جزیرۂ سینٹ میری مارٹی نیو کی تباہی اس سے بھی عجیب تر نکلی ۔ کس طرح سنہ ۱۹۰۲ء میں ایک صبح ایک آتشین مادّہ نے اُس سرزمین کے پتّھروں کو زمین سے نکال کر جوف ہوا میں بھیجا ۔ اور پھر اُنھیں تیس ہزار باشندگان کے سر پر برسا کر ہمیشہ کے لئے اُنھیں نسیاً منسیا کر دیا ۔ حضرت موسےٰؑ کے وقت فرعونیوں نے جن عذابوں کو دیکھا وہ بھی آہستہ آہستہ مُختلف حصصِ مُلک میں نمُودار ہوئے ۔ الغرض کونسی شکل عذاب کی ہے جو قرآن مجید میں تو مذکور ہو اور وہ آج کسی نہ کسی حصّۂ دُنیا میں نمُودار نہ ہوئی ہو ۔

ظل اللہ ! اِن فوق الفہم حادثات کو جو پے در پے مُختلف شکلوں میں آج کل ظاہر ہو رہے ہیں آیا ہم ایک مٹیریلسٹ (مادّی) فلسفی کی طرح صرف اتفاقات پر ہی محمُول کر دیں ۔ یا یہ سمجھیں کہ یہ سب کا سب ایک مُدبّرِ بالارادہ طاقت کی زبردست مشیّت کا اظہار ہے ۔ خصُوصاً جب یہ امر بھی ہمیں نظر آ رہا ہو ۔ کہ اِن دردناک واقعات کی اطلاع اُن کے وقُوع سے پہلے گذشتہ پچیس سال کے اندر اندر انذاری رنگ میں دُنیا کو اسی طور

سے دی گئی۔ جس طرح کہ مذکورہ بالا تاریخی عذابوں کی خبراُن کے ظہور سے پہلے اپنے اپنے وقت پر ربانی مصلحین نے اپنی اپنی قوم کو دی۔ یہ فتور جو چند سالوں سے ہم عناصر میں دیکھ رہے ہیں ہرگز ہرگز کسی اتفاقیہ اسباب کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ ایک عذاب ہے۔ جو اہلِ دُنیا پر خدا کی طرف سے اہل دنیا کی بدعقیدگی اور بداعمالی کے باعث مرسلانِ آلٰہی کے وقت اور کچھ عرصہ تک ان کے بعد بھی بطور سزا و تادیب دُنیا میں اُترا کرتا ہے۔ اور جس کی خبر وقوعِ عذاب سے پہلے یہ مُقدّس گروہ اپنی مخاطب مخالف قوم کو تنبیہً اور انذاراً دے دیا کرتا ہے ✣

ظلّ اللہ ! قرآن کریم کے دیکھنے اور ایسا ہی دیگر مُقدّس صحائف کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب کوئی قوم کثرتِ تنعم یا کامل امن و آسائش کے باعث خُدا اور خُدا کے مُقرر کردہ حدُود سے لاپرواہ ہوکر صلاحیت کی راہوں سے دُور جا پڑتی ہے تو پھر اُس قوم میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کا نتیجہ خطرناک ضلالت اور بدترین ظلمت ہوتی ہے۔ اس قوم کے اکثر افراد تو اپنی بداعمالی کے باعث اِس قابل ہی نہیں ہوتے کہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ کسی خیر و برکت کا

موجب ہوسکیں - بلکہ اُن کی سیہ کاری اُس حد تک پُہنچ جاتی ہے - کہ دُنیا کی بھلائی اُن کی ہلاکت میں ہی ہوتی ہے - ایسے وقت[1] میں اور صرف ایسے ہی وقت میں خُدا کا غضب بھڑک کر ایک خطرناک عذاب کی صُورت اختیار کرنے لگتا ہے - لیکن اُس ربّ رحیم کا رحم اس بات کا مُتقاضی ہوتا ہے - کہ وہ ظالم قوم کو ہلاک کرنے سے پہلے مُتنبہ کرے - شاید کہ اُسی قوم میں بعض سعید رُوحیں وقت پر آگاہی پاکر رُوبراستی ہوجاویں - اور اِس طرح مغضُوب قوم سے الگ ہوکر آنے والے عذاب سے بچ جاویں جیسے قرآن کریم نے بالصّراحت فرمایا ہے

مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا - پ ۱۵ - ع ۲

ترجمہ - ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک کہ اُس میں ایک رسُول مبعُوث نہ کرلیں +

چنانچہ جب دُنیا کی سیہ کاری اہلِ دُنیا کو پُورے طور پر عذابِ الٰہی کا مستوجب کر چھوڑتی ہے - تو اس وقت دُنیا میں کوئی پاک

[1] وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ - پ ۱۲ - ع ۹ - ترجمہ - اور تیرا ربّ ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظالمانہ کارروائی سے ہلاک کرے - حالانکہ لوگ اصلاح میں مشغول ہیں +

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا - پ ۱۵ - ع ۲ ترجمہ - جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو تعمیل ارشاد کا حکم دیتے ہیں تو وہ بجائے تعمیل احکام کے فسق و فجور میں لگ جاتے ہیں پھر جب ان پر اتمام حجت ہونے سے فرد جرم لگ جاتا ہے - تو بالآخر

نفس مبعوث ہوکر دُنیا کے لئے **نذیر** ہو جاتا ہے۔ جو انھیں ایسے وقت آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے۔ کہ جب ایک میٹریلسٹ (مادّی) فلاسفر کی نگاہ میں اُس عذاب کے کوئی آثار یا اسباب نہیں ہوتے۔ دُنیا امن و آسائش کے کمال پر پہنچی ہوتی ہے۔ اور اہلِ دُنیا کو کوئی امر اس امن و آسائش کے مزیل نظر نہیں آتا اِس لئے ایسے نذیر کی تضحیک و تکذیب کی جاتی ہے۔ جِس سے غضبِ الٰہی اَور جوش میں آتا ہے۔ اور آخر کار وہ عذاب جس کے مُتعلّق اُس خُدا کے مُرسل نے بار بار پیشگوئی کی تھی ظہُور پذیر ہوکر اُس کے مکذّبین کو ہمیشہ کے لئے دُنیا سے اُٹھا لیتا ہے÷

ظلّ اللہ! اگر ایک شخص ہندوستان یا دیگر ممالک پر اخلاقی پہلُو سے غائر نگاہ ڈالے تو اُس کے سامنے ایسا گھنونا اور بھیانک منظر پیش ہوگا۔ کہ اس زمانہ کے مقابل ایّامِ سابقہ کی تاریخ سیہ کاری اس کو ہیچ نظر آئیگی۔ وہ تمام بداخلاقیاں جو سابق قوموں میں منفرداً تھیں۔ وہ سب کی سب بلکہ مزید براں اور بہت کچھ خطرناک رنگوں میں اس وقت موجُود ہیں۔ بلکہ ایک طرح ہمارا زمانہ قرونِ سابقہ سے زیادہ خطرناک ہے۔ بدی اور **گُناہ** پہلے وقتوں میں برہنہ اور قابلِ امتیاز تھے۔ لیکن آج اُنھوں نے

تہذیب کا لباس پہنا ہوا ہے۔ **مصلحین سابق** کا جنگ جہالت کے برخلاف تھا۔ لیکن ہمیں رونا آج اُس علم کا ہے جسے نااہلوں نے بُرے طور پر استعمال کیا ہے۔ وہ علم جس کے سایہ میں قوائے ملکیہ نشوونما پاتے تھے۔ اب وہی علم بہیمی اور سبعی قوے کی آبیاری کرکے بعض انسانوں کو مجسّم شیطان بنا رہا ہے الغرض کوئی بدعملی نہیں کوئی شرارت نہیں کوئی بداعتقادی نہیں جو سابقہ قوموں اور وقتوں میں تو فرداً فرداً تھی۔ اور آج بحیثیت مجموعی ایک وقت اور ایک جگہ پیدا نہ ہوگئی ہو۔ اسلئے ضروری تھا کہ وہ تمام عذاب بھی جو سابقہ قوموں نے فرداً فرداً دیکھے وہ سارے کے سارے عذاب ایک ہی وقت دُنیا پر نازل ہوں ٭

ظل اللہ! ایک طرف تو یہ امر متحقّق ہے۔ کہ دُنیا کی اخلاقی حالت بہت گر چکی ہے۔ اور اصلاح کی محتاج ہے۔ اور دوسری طرف کُل اہلِ دُنیا یک زبان ہوکر بول اُٹھی ہے۔ کہ یہ حادثات مختلفہ معمُولی اور اتّفاقیہ مصائب نہیں۔ بلکہ یہ تو منتقمِ حقیقی کا غضب اور واحد قہار کا **عذاب** ہے۔ جو اہلِ دُنیا کی سزا کے لئے نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اِس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا خدا تعالےٰ نے اپنی لاتبدیل سنّت کے مطابق کوئی پاک نفس انسان ہم میں

مبعوث کیا جو دُنیا پر عذاب نازل ہونے سے پہلے دُنیا کے لئے **نذیر** ہو کر آیا۔ اس کے جواب میں مَیں عرض کرونگا۔ کہ ہاں خُداتعالےٰ نے اپنی قدیم سُنّت کے مُطابق اس زمانے کو خوابِ غفلت سے جگانے اور غافلوں کو اُن کی ہلاکت سے پہلے آئندہ عذاب سے ڈرانے کے لئے ایک **مُقدّس انسان** ہم میں پیدا کیا جس نے سب سے پہلے اپنی قوم کو اور پھر کُل دُنیا کو پیش از وقت آئندہ عذاب سے اِطّلاع دے کر اُن میں **رُوح اور راستی** پیدا کرنی چاہی۔ لیکن اُس کے ساتھ اہلِ مُلک نے وہی سلُوک کیا جو دیگر مُرسلیں کے ساتھ اپنی اپنی قوم کے اکثر افراد نے کیا۔ یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ۔ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ [1] پ ۲۳ ع ۱

ظلّ اللہ! یہ زمانہ جو پُرفتن اور پُرعذاب ہونے کے باعث تاریخِ دُنیا میں اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ ایسا نہ تھا کہ اس کی خبر صاحب الصلوٰۃ والسلام کے آثار میں نہ ہوتی۔ لاریب سید الانبیاءؐ نے اس زمانہ کی اطلاع ہم کو دی ہے۔ فی الواقعہ **مُخبرِ صادق** علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی صفائی کے ساتھ احادیث مبارکہ میں اس زمانہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ کہ گویا آپ آج ہم میں موجود ہیں۔ اور پھر

---

[1] لوگوں پر نہایت ہی افسوس ہے۔ کہ جب کبھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے۔ تو وہ اُس سے ہنسی اور ٹھٹھے کے ساتھ ہی پیش آتے ہیں +

اس زمانہ کے مصلح کو اپنا ایک نائب اور امت مرحومہ کا مُجدّد فرما کر اُسے **مہدی** اور **مسیح** کے لقب سے مُلقّب کیا ہے۔ آپ نے زمانہ کے فتن کی بھی تفصیل کی ہے۔ پھر اُن علامات کو بھی گنا ہے جو اُس مُصلح کے ظہُور سے پہلے اور اُس کے وقت میں ظاہر ہونگے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ ساری کی ساری باتیں یکے بعد دیگرے آج پوری ہو رہی ہیں۔ اور بعض علامتیں تو ایسی صفائی سے بحیطۂ ظہور آچکی ہیں۔ کہ نواب صدیق حسن صاحب بھوپال جیسا فاضل اپنے زمانہ کو زمانۂ مہدی و مسیح کے متصل قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی کتاب حُجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۰ پر لکھا ہے کہ:-

"زمانۂ ما انشاء اللہ تعالےٰ ہم عنانِ زمانۂ اوست۔ اگرچہ تعیینِ وقت صحیح نشدہ"۔

ظلّ اللہ! بھلا یہ تو منقولی بحث ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کا اجتہاد کافی اور قطعی نہ بھی سمجھا جاوے لیکن خدا تعالےٰ نے حضرت **ظلِّ سُبحانی** کو فی زمانہ نہایت ہی روشن دماغ اور نکتہ رس بادشاہ پیدا کیا ہے۔ آخر ان موجودہ حادثات پر اور خُدا تعالےٰ کی اُس لاتبدیل سنّت پر کہ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی

نَبْعَثَ رَسُوْلًا (**ترجمہ** ۔ ہم عذاب نہیں بھیجا کرتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج لیں) بندگانِ عالی مُتعالی نے کبھی غور فرمایا۔ اور اس کے منطوق ومعانی پر فکر کیا۔ عذاب تو ضرور ہے اور اب تو کُل دُنیا کے **اہل الرّائے** ان موجودہ حادثات کو **قہرالٰہی** اور عذاب ہی ٹھہرا رہے ہیں۔ تو پھر وہ **رسُول** اور **نذیر** کہاں ہے جس کی بعثت بموجب آیۂ کریمہ نزولِ عذاب سے پہلے ضروری تھی۔ چونکہ عذاب تو بجز بعثتِ رسول نازل نہیں ہوسکتا۔ ہم سب مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے مطالب منجانب اللہ ہیں۔ اور اُس کی باتیں سب سچّی اور اَن ٹل ہیں۔ عذاب تو ظاہر ہو چکا۔ اب قران کے الفاظ پر ہمارا ایمان عملی طور پر اُسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جب ہم یہ ایمان بھی رکھیں کہ خُدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی نذیر اس ملک میں عذاب کے نازل ہونے سے پہلے مبعوث ہو کر اس ملک کے باشندوں کو اس عذاب سے اطلاع دے چُکا ہے۔ وِالّا بصورتِ دیگر خُدانخواستہ ہم کلامِ الٰہی کے **مُکذّب** ہونگے+

ظلّ اللہ ! اِس قرآنی فلسفۂ عذاب کو سچا کرنے والا اور مخلوقِ خُدا کو خوابِ غفلت سے جگانیوالا خُدا کا **مسیح** اور منصبِ **مہدویت**

کا مالک وہی برگزیدہ اِنسان ہے جِس کو خدا تعالیٰ نے آج سے تیس بتیس برس پہلے اہلِ دُنیا کو آنے والے عذاب سے ڈرانے کے لئے بالفاظِ ذیل مخاطب کیا۔ اور جِس نے بعد میں خدا تعالےٰ کے اشارہ کے مطابق مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعوےٰ کیا:۔ وھوھذا

دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبُول نہ کیا۔ لیکن خُدا اُسے قبُول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچّائی ظاہر کر دیگا۔"

یہ الفاظ کیسے خطرناک تھے۔ اور دنیا کا موجودہ نقشہ آج سے کئی سال پہلے کھینچ رہے تھے۔ جس قوم کو آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک خُدا کے سچّے مصطفےٰ نے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا (سورہ فتح ع) کہا۔ اسی قوم میں مکذّب آخر کار اس کے دیکھتے دیکھتے ہلاک ہو گئے۔ جِس قوم کو چند ہزار برس پہلے نوحؑ نے انی لکم نذیر مبین (سورہ نوح ع) کہا وہ آخر کار غرق کی گئی۔ الغرض قرآنی اصطلاح کے واقف خُوب جانتے ہیں کہ جب کسی مصلح نے کسی قوم کو اپنے نذیر ہونے کا اعلان دیا۔ وہ بصورتِ انکار بالآخر تباہ ہوئی۔ اس زمانہ کے نذیر کو نذیرِ دنیا

سلہ ضرور ہمنے ہی تجھے شاہد اور مُبشّر اور نذیر کر کے بھیجا سلہ بلا ریب میں تمہارے لئے کھُلا نذیر ہوں ÷

کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ اور آج کل دنیا کی تباہی کہہ رہی ہے۔ کہ وہ نذیر گو ہندوستان میں پیدا ہؤا لیکن وہ دراصل کُل دُنیا کا نذیر تھا۔ خدا کے الہام میں الفاظ **"خدا کے زور آور حملے"** طرح طرح کے عذابوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے جو کُل دُنیا پر نازل ہونے تھے۔ لیکن دنیا کب اس نذیر کی آواز پر کان دھر سکتی تھی۔ کاش دُنیا وقت پر جاگتی۔ اور آج اُن کو وہ رونا اور دانت پیسنا نصیب نہ ہوتا۔ جس کا ظہور ہر طرف ہو رہا ہے۔

ظلّ اللہ

کیا یہ الفاظ جس میں مخاطبین کو ایک نذیر ڈراتا ہے۔ موجودہ واقعات کی روشنی میں ایک اِنسانی افترا قرار دیئے جاسکتے ہیں؟ ایک اِنسان ممکن ہے کہ بعض طبیعی اسباب کا موازنہ کر کے اپنے صوبہ یا ملک کے لئے ایک طبیعی حادثہ کی پیشگوئی کر بھی دے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ پُوری بھی ہو۔ ایسی پیشگوئیاں آئے دِن غلط ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن کیا کوئی اِنسان کُل کی کُل دُنیا کو محض علمی قیاس پر ڈرا سکتا ہے؟ کہ خدا تعالےٰ کے زور آور حملوں کے دن قریب ہیں۔ اور پھر اُن زور آور حملوں کی آمد بھی اُس تکذیب سے وابستہ کرتا ہے جو دُنیا نے اُس کی کرنی ہے۔ اور یہ بات ایک ایسے وقت کہتا ہے۔ کہ ایک طرف تو ابھی اُس کی تکذیب اہلِ دُنیا نے

نہیں کی۔ اور دوسری طرف دُنیا بالکُل امن میں ہے۔ اور پھر عجیب بات ہے۔ کہ دنیا میں یہ واقعات اُسی طرح ظہور پذیر ہوں اول اُس کی تکذیب ہو۔ اور اُس کی تکذیب کے مُتعاقب آلٰہی زور آور حملے شروع ہو جائیں +

ظل اللہ! اِسی طرح جب **عذابِ الٰہی** قریب تر آگیا۔ تو اِس **مُلہمِ** ربّانی نے خلقِ خُدا کو اپنے ایک اَور الہام سے اطلاع دی اور اعلان کیا کہ اس الہام کے ذریعہ مجھے **حکمِ ربّی** ہے۔ کہ مَیں لوگوں کو اپنی **بیعت** میں لُوں۔ وھوھٰذا :-

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ +

ترجمہ۔ ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مُجھ سے گفتگو مت کر کیونکہ وہ غرق کئے جاوینگے۔ اور ہماری آنکھوں کے روبرُو کشتی طیّار کر۔ اور ہمارے اشارہ سے۔ وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ وہ خُدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خُدا تعالےٰ کا ہاتھ ہے۔ جو اُن کے ہاتھوں پر ہے +

ظلِ اللہ! یہ الفاظ ایک سعید فطرت کو کپکپا دینے کے لئے کافی تھے۔

قرآن کریم سے ایک واقف انسان غور کر سکتا تھا۔ کہ یہی الفاظ
جب حضرت نُوح علیہ السّلام پر نازل ہوئے۔ تو ٹھیک نو سال
کے بعد طوفانِ سیلاب نے پیدا ہو کر ایک امن و آسائش میں رہنے
والی قوم کو غرق کر دیا۔ بہتر تو یہ تھا کہ اہلِ زمانہ اُس پُکارنے والے
کی آواز کو بغور سُنتے۔ خصُوصاً ایک طرف جب ظہُورِ مہدی کی
کُل علامات پُوری ہو چکی تھیں۔ دوسری طرف زمانہ کی حالت کے
علاوہ جو بذاتِ خُود ایک مُصلح کو چاہتی تھی۔ صدی کا سَر بھی
گذر چکا تھا۔ اور بموجب قولِ[1] پیغمبر ضروری تھا کہ کوئی مُجدّد
مبعوث ہو۔ اور اس مبارک انسان کے سوا کسی اور شخص
نے آج تک اس صدی کے لئے دعوٰے مجددیت بھی نہ کیا تھا۔
تو ان حالات میں مناسب تو یہ تھا کہ اس داعیٔ الی اللہ کے ماسبق
حالات پر غور کیا جاتا۔ اس کی گذشتہ خدماتِ اسلام کا موازنہ ہوتا
آخر اُس نے بھی تو اپنے صادق مصدُوق متبُوع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طرح بموجب الہامِ الٰہی مُلک کو چیلنج دیا تھا۔ کہ وَلَقَدْ لَبِثْتُ
فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ یعنی مَیں تم میں ایک مدت
رہ چُکا ہوں۔ میرا گذشتہ چال چلن تم میں مشہور ہے۔ اگر میں

---

[1] ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ ضرور ہی اللہ تعالےٰ
اس امت کی بہتری کے لئے ہر ایک صدی کے سر پر ایسے شخص کو جو مُجدّدِ دین ہو مبعوث فرمائیگا +

آج تک کسی طرح خائن یا مُفتری یا کذّاب ثابت نہیں ہُوا۔ تو پھر میں خُدا تعالیٰ پر کس طرح آج افترا باندھ سکتا ہوں یہی منہاج نبوّت تھا جس کے رو سے کوئی مُدّعی پرکھا جا سکتا تھا۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ سنہ ۱۸۹۰ء تک یعنی اُس وقت تک جب یہ مُجدّد دوقت مُدّعی مسیحیت و مہدویت نہ ہُوا علی العمُوم کُل مُلک کے عُلما نے اُسے ربّانی مُلہم اور راستباز ولی اور اِس صدی کا مُجدّد سمجھا تھا لیکن جب مسیح کے رنگ میں اس کا علی الاعلان ظہُور ہُوا تو پھر وہی لوگ اُس کے مُخالف ہو گئے جو ابتدا سے اُس کے مُصدّق تھے۔ حالانکہ اُس نے وہی کہا تھا جو وہ پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں کہہ چکا تھا۔

ظل اللہ! میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ وہ کُل علامات ظہُور میں آچکی ہیں جو احادیث میں زمانِ مسیح و مہدی کی شناخت کیلئے مختلف طور پر بتلائی گئی ہیں۔ ان میں بعض تو اس زمانہ کے اخلاق و اعمال کا نقشہ کھینچتی ہیں۔ اور بعض حدیثیں چند حوادثِ زمانہ کو بطور نشان پیش کرتی ہیں۔ چند اُن میں ایسی ہیں۔ جن سے اُس زمانہ کی عامہ معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً اس زمانہ کے اخلاق و اعمال کے مُتعلّق لکھا ہے۔ کہ وہ زمانہ[۹۱] امانت دیانت سے

خالی ہوگا۔ ظلم فخر سے کیا جائیگا۔ اُمراء فاسق و فاجر ہونگے۔
وزرا خیانت پیشہ ہونگے۔ زنا کھلم کھلا ہوگا۔ خلافِ وضعِ فطری
جرائم کی کثرت ہوگی۔ ناجائز ولادت کے بچے عام طور پر پیدا
ہونگے۔ شراب دن دھاڑے پی جاویگی۔ گانے والی عورتیں
بُلوائی جاوینگی۔ عہد و پیمان توڑے جاوینگے۔ قسمیں ضائع کیجائینگی۔
گواہ بغیر طلبی کے شہادت دینے کو طیار ہونگے۔ جھوٹی
شہادت دی جاویگی۔ مسجدیں بنائی جاوینگی۔ عُمدہ منبر سجائے
جاوینگے۔ لیکن جماعت کے ساتھ نماز کم پڑھی جاویگی۔ خُون
کرنا ایک معمولی بات سمجھا جاویگا۔ اسی طرح اس زمانہ کے عامۂ
معاشرت کے مُتعلّق لکھا ہے۔ کہ وہ زمانہ قلم اور تجارت کا ہوگا
کتابیں اور صحائف دُنیا میں پھیلائے جاوینگے۔ سُود کا عام
رواج ہوگا۔ عورتیں تجارت میں اپنے خاوندوں کے ساتھ شریک
ہونگی۔ بعض عورتیں اس قسم کا لباس پہنینگی کہ باوجود لباس پہننے
کے وہ برہنہ ہونگی۔ مرد عورتوں کی اور عورتیں مردونکی وضع اختیار
کرینگی۔ اس زمانہ میں ایک سواری پیدا ہو جاویگی۔ جس سے اُونٹ
کی سواری بیکار ہو جاویگی۔ حج روکا جاویگا وغیرہ وغیرہ۔ پھر حوادثِ
زمانہ کے مُتعلّق لکھا ہے۔ کہ ظہورِ مہدی سے پہلے مشرق کی طرف سے

ایک روشن[51] دُم کا ستارہ نمودار ہوگا۔ اور ایسا ہی مشرق[52] سے ایک بھاری آگ نکلیگی۔ جو عرصہ تک آسمان پر ایک نشان قائم کریگی۔ ایّام مہدی[53] میں ایک رمضان کے مہینہ تیرھویں اور اٹھائیسویں تاریخ پر چاند اور سورج کا کسوف خسوف ہوگا۔ مرض آبلہ (طاعون) ہند میں پیدا ہوگی۔ خطرناک قحط ہونگے۔ زلزلے آوینگے۔ قوموں پر قومیں چڑھینگی۔ اور اسلام میں مختلف فرقے ہوجاوینگے۔ ایک ہی گھر میں باپ کا بیٹے سے اور بھائی کا بھائی

[51] ستارہ ذوالسنین مشرق میں ۱۸۸۲ء میں نمودار ہؤا عن کعب قال یطلع من المشرق قبل خروج المھدی نجم لہ ذنب یضئی اخرجہ نعیم۔ یعنی مہدی کے ظاہر ہونے سے پہلے مشرق کی طرف سے ایک ستارہ نکلیگا۔ جس کی ایک دُم ہوگی نہایت روشن +

[52] یہ آگ جزیرہ جاوا کے آتش فشاں پہاڑوں سے ۱۸۸۳ء میں نکلی۔ اور مدتوں آسمان کو آتشیں بناتی رہی عن حسین ابن علی رضی اللہ عنہما قال اذا رأیتم علامۃ من السماء نارا عظیمۃ من المشرق تطلع لیلا فعندھا فرج الناس وھی اقدام المھدی۔ یعنی جب تم آسمان میں ایک نشان دیکھو۔ یعنی مشرق سے ایک بڑی بھاری آگ ظاہر ہو۔ پس جان لو کہ لوگوں کے لئے اب اچھے دن آنے والے ہیں۔ کیونکہ وہ مہدی کے لئے ایک پیش خیمہ ہوگی +

[53] عن محمد بن علی قال ان لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ یعنی محمد بن علی باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشانیاں ہیں جو پہلے کبھی واقع نہیں ہوئیں۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ پر چاند گرہن ہوگا۔ اور اسی مہینے میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی تاریخ کو سورج کو گرہن ہوگا +

سے مذہب جُدا ہو گا۔

ظل اللہ! یہ علامتیں کوئی مُبہم اور ذُومعنی عبارت میں بیان نہیں کی گئیں بلکہ صاف اور صریح الفاظ میں یہ باتیں صاحب الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں۔ اللہ اللہ وہ کیسا عظیم الشّان انسان تھا۔ کہ جسے کشفی نگاہ میں آج سے تیرہ ۱۳ صد برس پہلے آج کے واقعات ایسے صاف اور بیّن طور پر دکھائے گئے کہ گویا وہ آج ہم میں ہی موجود تھا۔ بھلا وبا یا قحط یا جنگوں کے مُتعلّق پیشگوئی کر دینا یا ایک اخلاقی نقشہ کھینچ دینا شاید کسی کے نزدیک کوئی خصُوصیتِ خوارق اپنے اندر نہ رکھتا ہو لیکن رمضان کا کسُوف وخسوف مقررہ تاریخ پر ہونا۔ طاعون کا ہند میں ظاہر ہونا۔ حج کی رُکاوٹ۔ اونٹنیوں کا بغرض سواری بیکار رہونا۔ اور سب سے بڑھ کر عورتوں کو برہنہ رکھنے والا لباس۔ مردوں کا کرزن فیشن اختیار کرنا۔ اور ایک ہی گھر میں بھائی کا بھائی سے اور باپ کا بیٹے سے مذہب میں جُدا ہونا یہ ایسی پیشگوئیاں ہیں کہ ان کو مُؤرخانہ پیش بینی یا حکیمانہ اٹکل پر محمُول کرنا ایک لغو اور بیہُودہ حرکت ہے۔ جب یہ تمام کی تمام باتیں ایک ایک کر کے پُوری ہو گئیں۔ اور پھر ایک ہی وقت میں دس پندرہ سال کے اندر اندر اُن کا ظہور ہو گیا تو پھر اُس

اِنسان کے ظہور میں اب کیا شبہ رہا کہ جوان کا مصداق تھا۔ اور جس کی یہ علامات ٹھہرائی گئی تھیں۔ اگر ان واقعات کے ظہور کے بعد کوئی شخص مُدّعی مہدویت ہو جاتا تو یہ امر دوسرا تھا۔ لیکن اُن میں سے اکثر علامات تو مسیح وقت کے دعوئے مہدویت کے بعد ظہور پذیر ہوئیں ✤

ظلّ اللہ ! آپ ایک سلیم عقل اور دانا دل رکھتے ہیں۔ آپ ہی فیصلہ دیں کہ جب ایک انسان جو اپنے ہمچشموں میں اپنے زُہد و تقوےٰ اپنی پاکیزگی اور تورّع میں مُسلّم ہو وہ اپنی دینی خدمات میں بھی یگانہ ہو۔ اسلام کے کُل قلمی دشمن اُسے **سُلطان القلم** قرار دیں جس نے اسلام کی حمایت میں عیسائی۔ براہموں آریہ فری تھنکر۔ فلسفی۔ میٹریلسٹ۔ غرضیکہ ہر ایک کے مقابل قلمی نبرد آزمائی کر کے سب کو شکست دی ہو۔ وہ ایک مُدّت سے صاحب الہام مانا گیا ہو۔ وہ ایسے وقت ظاہر ہو جسے عُلماءِ وقت نے وقت ظہور مہدی ٹھہرایا ہو۔ پھر وہ مہدویت کا دعوےٰ کرے اور اس کے دعوے کے ساتھ ہی وہ علامات تمام کی تمام ظاہر ہو جاویں جو مہدی کی ذات سے وابستہ تھیں۔ وہ صدی کے سر پر ظاہر ہو۔ اور اگر اُسے قبول نہ کیا جاوے۔ تو راس مائۃ والی حدیث

کے مصداق کوئی اَور مجدّد بھی نظر نہ آوے۔ اُس کے ہاتھ سے صدہا خوارق اور **نشان** بھی ظاہر ہو چکے ہوں۔ تو ایسی صُورت میں اس شخص کے دعاوی پر ایمان نہ لایا جاوے تو کیا کیا جاوے۔ آخر ایک صادق کی شناخت کے لئے اگر منہاجِ نبوّت تھا تو یہی تھا۔ ہیہات ہیہات عُلماءِ وقت کا حسد اور بُغض اور زمانہ کی سیہ کاری بیچ میں آحائل ہوئی۔ اور یہ مسیحِ وقت قبُول نہ کیا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہو۔ ایک تو **مُخبرِ صادق** کی ایک پیشگوئی پُوری ہونی تھی۔ کہ عُلماءِ وقت مہدی کی تکفیر کرینگے۔ دوسرا خُدا کا وہ الہام پُورا ہونا تھا جو اوپر عرض کیا جا چُکا ہے کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسے قبُول نہ کیا لیکن خُدا اُسے قبُول کریگا اور زور آور حملوں سے اُس کی سچّائی ظاہر کر دے گا۔ ضرور تھا کہ دُنیا اُسے قبُول نہ کرے۔ اور پھر خدا کی غیرت جوش میں آکر زور آور حملوں کے ذریعہ اُس کی صداقت اہلِ دُنیا پر قائم کرے۔ چنانچہ اُس کی تکفیر اور تکذیب ہوئی۔ اور اس طرح زور آور حملوں کا وقت

ف سنہ ۱۸۹۵ء/۱۸۹۶ء میں اس نذیر کے تکفیر انتہا کو پہنچ گئی۔ جس پر نوح کی اس بد دعا کی طرح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔" اس نوح وقت نے کافروں کی ہلاکت کے لئے مہلک وباء کی بد دعا کی۔ جس کا اشارہ اس نے ... ۱۸۹۲ء ... کیا۔ وھو ھذا: فلما طغی الفسق المبید بسیلہ + تمنیت لو کان الوباء المتبّر ... +

قریب آگیا۔ لیکن اہلِ دُنیا کو مزید طور پر زیر الزام لانے کیلئے خُدا تعالیٰ نے عین اُسی وقت ایک اَور نشان بھی ظاہر کیا جس سے ہزار ہا لوگ راہِ راست پر آگئے۔ لیکن جیسے کہ چاہیئے تھا اکثر حصّۂ مُلک نے اس سے فائدہ نہ اُٹھایا اور وہ یُوں ہُوا کہ اس مُلک پنجاب میں ایک دریدہ دہن پنڈت لیکھرام نام پیدا ہُوا۔ جس نے اپنی قلم اور زبان شہنشاہ عرب والعجم کے برخلاف نہایت بدتہذیبی سے استعمال کرکے مسلمانوں کے دلوں کو پاش پاش کیا۔ اُس نابکار نے ناپاک سے ناپاک حملے سیّدُ الاتقیا حضرت محمّد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کئے۔ اور طرح طرح کے جُھوٹے الزام احمد مجتبٰے پر تراشے۔ جس پر خُدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اُس پلید زبان کو اس امامِ وقت خادمِ محمّدؐ اور غلامِ احمدؐ نے کے مُقابل پر لائی۔ اُس نے آپ سے اسلام کی صداقت میں اپنی موت کے مُتعلّق ایک نشان چاہا۔ جس پر مُلہم حقیقی نے آپ پر بذریعۂ الہام ظاہر کیا کہ لیکھرام ایک گوسالہ سامری کی طرح ہے۔ جس کے مُقدّر میں ذِلّت و عذاب ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام

کے ساتھ ایک اشتہار[۱] ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو شائع کیا جس میں ایک نظم کے ساتھ وہ **الہام** شائع کیا جس میں **لیکھرام** کے متعلّق عذاب کی خبر دی گئی تھی +

[۱] وہ اشتہار یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجۂ آئینہ کمالاتِ اسلام

عجب نوریست در جانِ محمدؐ — عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را — کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار ست صد بار — کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ
اگر خواہی نجات از مستئ نفس — بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلِ عاشقش باش — محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ
بکارِ دیں نترسم از جہانے — کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ
فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من — کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلوئم مجوئید — کہ بستیمش بہ امانِ محمدؐ
تو جانِ ما منوّر کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
چہ ہیبت ہا بداوند ایں جواں را — کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم — بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف — کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم — کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را — کہ باشد از عدوّانِ محمدؐ
اگر خواہی کہ حق گوید ثنائت — بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ
سرے دارم فدائے خاکِ احمد — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ
دریں رہ گر کشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ
بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ
دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چش[illegible] — نخواہم جز گلستانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم — کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ — نباشد نیز شایانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بیراہ — بترس از تیغِ برّانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ — ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شائع کیا گیا تھا اندرمن مرادآبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو اُن کی قضا وقدر

عجل جسد له خوار - له نصب و عذاب

ترجمہ - وہ ایک ذلیل گوسالہ ہے - اسکے لئے ذلّت و عذاب ہے

اِس اشتہار میں یہ شائع کیا گیا کہ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر لیکھرام کسی دردناک عذاب میں مُبتلا ہوگا - اِس اشتہار پر بعض اخبار نویسوں نے ہنسی ٹھٹھہ کیا - اور عذاب کی تصریح چاہی - جس پر آپ نے جناب باری میں توجہ کی - اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵

کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں - سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا - لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اِس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کردو میری طرف سے اجازت ہے - سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا :-

عجل جسد له خوار - له نصب و عذاب

یعنی یہ صرف ایک بیجان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے - اور اس کے لئے اُن گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مُقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہیگا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے - اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کیگئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے اُن بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مُبتلا ہوجائیگا - سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اُس کی رُوح سے میرا یہ نطق ہے - اور اگر میں اِس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں - اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر

پھر ۱۲- اپریل ۱۸۹۳ء کو کشفاً آپ پر ظاہر ہؤا کہ ایک قوی ہیکل مہیب شکل شخص جس کے چہرہ سے خون ٹپکتا تھا- اور وہ ایک خونی شخص کے رنگ میں لیکھرام کی تلاش کر رہا ہے یہ کشف بھی اُسی وقت آپ کی ایک اَور تصنیف موسومہ بہ **برکات الدُّعا** کے ٹائٹل پیج کے حاشیہ پر بجواب اعتراض اخبار نویسان مذکورہ بالا شائع کر دیا گیا- دراصل یہ کتاب برکات الدُّعا سر **سیّد احمد خان** صاحب مرحوم کی خاطر مسئلہ استجابت دُعا کے متعلّق بطور اتمام حجّت لکھی گئی تھی- اور سر سید کو اطلاع دی گئی تھی کہ اگر اُس نے قبولیتِ دُعا کا نمونہ

بقیہ حاشیہ گزشتہ

کھینچا جائے- اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے- اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام سے بھری ہوئی ہیں- کون مُسلمان ہے جو ان کتابوں کو سُنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو- بایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے عربی سے ذرہ مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیشگوئی اتّفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دُعا کی جس کا یہ جواب ملا- اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کیلئے بھی نشان ہے- کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور انکے دل نرم ہوتے- اب میں اُسی خدائے عزّوجل کے نام پر ختم کرتا ہوں جس کے نام سے شروع کیا تھا + والحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفٰے افضل الرّسل وخیرالوریٰ سیدنا وسیّد کل ما فی الارض والسما +

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

[1] اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب اُن کے اس کُتیل سے ٹل جائے +

دیکھنا ہے۔ تو وہ مُعاملۂ لیکھرام کا منتظر رہے۔ چنانچہ برکات الدُّعا کے آخر میں سر سیّد کو خطاب کر کے ایک نظم بھی لکھی گئی ہے جس کے آخری دو شعر یہ ہیں :-

ایکہ گوئی گر دُعا ہا را اثر بُودے کجاست — سوے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق — قصّہ کوتہ کُن بہ بیں از من دعائے مستجاب

یعنی دُعا موت لیکھرام[1]۔ پھر آپ نے اپنی عربی تصنیف موسومہ بہ کرامات الصّادقین میں دُعا متعلق لیکھرام کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کا شعر لکھا ہے۔ کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہوگی ؎

وبشّرنی ربّی وقال مُبشّراً — ستعرف یوم العیدُ والعید اقرب

ظل اللہ! اُس ذوالعجائب قادرِ مُطلق عالم الغیب کی جس قدر حمدُ وثنا کریں تھوڑی ہے کہ جس نے لیکھرام کا نام ۱۸۹۳ء میں اپنی عجیب در عجیب حکمت سے گوسالہ سامری رکھ کر اُسے وہی دکھایا۔ جو حضرت موسےٰ کے وقت عجلِ سامری نے دیکھا۔ جس طرح وہ گوسالہ سامری عین شنبہ کے دن بعد از سہ پہر چُھریوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں جلایا گیا۔ اُسی طرح

---

[1] یہ الفاظ یعنی دعاء موت لیکھرام۔ اس طرح اِس شعر کے بالمقابل برکات الدُّعا میں موجود ہیں +

یہ بدزبان بچھڑا پیشگوئی سے چھ سال کے اندر ۱۸۹۷ء میں عید کے روز اقرب یعنے دوسرے دن شنبہ کے روز ۶ مارچ کو شام کے چھٹے گھنٹے پر ایک خُونی کی چھری اور سرجن کے چاقو سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر آگ میں جلایا گیا۔ اور اس طرح اُس حیوان لبشکلِ انسان نے اپنی ذات سے اُن پیشگوئیوں کو پُورا کیا۔ جو اسلام کی صداقت میں اسلام کے مُجدّد الوقت نے اس کی تحریک پر کیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اُسکا کام چھ میں تمام ہوگا۔ اس خبیث انسان نے اسلام کی صداقت میں اپنی جان پر خدا سے فیصلہ[1] چاہا۔ اور خُدا تعالیٰ نے اُسے مُنہ مانگا فیصلہ دیا۔

ظل اللہ! یہ کس قسم کا زبردست خارقِ عادت نشان تھا۔ کیا کوئی معمُولی انسان عالم الغیب سے علم پائے بغیر کسی اور ذریعہ سے ایک دشمن اسلام کی ہلاکت سے تین سال پہلے اس کی یقینی موت

---

[1] اس پیشگوئی کا محرک وہ مباہلہ بھی ہے جسے لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۲ میں درج کیا۔ اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

اور جس طرح میں اَور راستی کے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اس کے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اُس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے۔ اے میرے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

اور اُس کا طریق اُس کی موت کا دن اور اُس کے نتائج تحدّی کے ساتھ تعیّن کر سکتا ہے۔ اور پھر اگر اس کو خود اُس علیم و قدیر عزیز ذو انتقام نے جس نے آخر کار سب کچھ کر دکھانا تھا علم نہ دیا ہوتا۔ تو کیا وہ اس امر کو صداقت میں بطور ثبوت پیش از وقت تحدّیانہ رنگ میں پیش کر سکتا تھا ✣

ظل اللہ! حضور والا نے قرآن کریم میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہ علم غیب کے راز کسی نجوم یا جفر کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ انھیں پر ظاہر ہوتے ہیں جو خُدا کے برگزیدہ مُرسل ہوتے ہیں۔ اور نہ کوئی زید و بکر اُس طاقت اور تحدّی کے ساتھ بغیر خُدا کے بُلائے بول سکتا ہے جیسے قرآن مجید فرماتا ہے ✣

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران ع ۱۸)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (سورہ جن ع ۲)

ترجمہ۔ اللہ کسی کو غیبی امُور سے اطلاع نہیں دیا کرتا مگر مجتبےٰ رسُولوں میں سے جسے چاہے اُسے بتلا دیتا ہے وہی عالم الغیب ہے۔ اور رسُولوں میں سے صرف انھیں کو غیب سے اطلاع دیتا ہے جو اُسے پسند ہوں۔ یعنی بجز خُدا کے علم دیئے کوئی غیب کی بات نہیں بتلا سکتا۔ اور خدا کسی خاص اپنے رسول کو ہی علم دیتا ہے ✣

جب واقعۂ لیکھرام نے پیشگوئی کی صداقت پر مُہر کردی تھی تو قرآن پر ایمان رکھنے والوں کا فرض تھا۔ کہ اس غیب کی بات بتلانے والے کے مشن کو قبول کرتے اور اس صریح نص قرآنی سے انحراف نہ کرتے لیکن ایسا نہ کیا گیا۔ یہ خدا کی ایک صریح آیت تھی۔ لیکن لوگوں نے اُس کی تکذیب کی۔ اور ضرور تھا کہ اُن لوگوں کا وہی حشر ہو جو مکذّبین آیاتِ الٰہی کا ہُوا کرتا ہے۔ یہ خدا کا نشان پنجاب کے دار الخلافہ لاہور میں واقعہ ہُوا اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اہلِ پنجاب نے ہی نہ صرف یہ کہ اس آیت اللہ کی قدر نہ کی۔ بلکہ اُس کے سخت مُنکر ہو گئے۔ اِس لئے ضروری تھا کہ وہ عذاب کے ارادے جو مُدّتوں علمِ الٰہی میں مخفی تھے۔ اور جن کے مُتعلّق پاک نوشتے پیشگوئی کرتے آئے تھے پنجاب سے ہی شروع ہوں۔ چنانچہ مسیحِ وقت کی بددُعا وبا کے ماتحت وہی وبا آبلہ (طاعون) جو حدیثوں کے مطابق ہند میں پیدا ہونی مُقدّر تھی۔ اور جو اُن دنوں یعنی ۱۸۹۶و۹۷ء میں مضافاتِ بمبئی میں چمکنے لگ گئی تھی۔ اور جس سے ابھی بقیہ حصّہ مُلک خصوصاً علاقۂ پنجاب قریباً محفوظ تھا۔ اِس کے متعلّق

خدا تعالےٰ نے اپنے مجتبیٰ بندے پر ظاہر کیا کہ وہ مرض عنقریب ملک پنجاب پر مسلّط کی جاویگی۔ اور تمام انسانی کوششیں اس کے بالمقابل ہیچ ثابت ہونگی۔ اس اِطلاع الٰہی کی بنا پر امامِ وقت نے غافلوں کو جگانے کے لئے ایک اشتہار دیا۔ جس میں سے ذیل کا ضروری اقتباس کیا جاتا ہے:۔

اور ایک ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے اور میں خُوب جانتا ہوں کہ جو لوگ روحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھینگے۔ مگر میرا فرض ہے۔ کہ میں اُس کو نوعِ انسان کی ہمدردی کے لئے ظاہر کردں۔ اور وہ یہ ہے کہ آج جو چھ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ مَیں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ درخت کیسے ہیں تو اُنھوں نے جواب دیا کہ "یہ طاعون کے درخت ہیں جو ملک میں عنقریب پھیلنے والی ہے"۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آیندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلیگا یا کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلیگا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو مَیں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہؤا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اَوَی الْقَرْیَۃَ ۔ یعنے جب تک دلوں کی وباء معصیت دُور نہ ہو تب تک ظاہری وباء بھی دور نہیں ہوگی۔ اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبّت ٹھنڈی ہو کر ہوا وہَوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے اکثر دلوں سے اللہ جلشانہٗ کا خوف اُٹھ گیا ہے۔ اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دُور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اُن

ؔ انّہ اوی القریۃ۔ اب تک اس کے معنے میرے پر نہیں کھُلے۔ مگر ردیا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر مُعلّق +

میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر ان میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات اُن سے سرزد ہوتے ہیں۔ اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مُنہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے۔ اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شرابخوری اور زناکاری اور بداخلاقی اور فضولخرچی انکی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں۔ اور دینی اموریں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں" +

اب چونکہ اس الہام سے جو میں نے ابھی لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر مُعلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترکِ معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دُور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگانِ خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچّے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ سچّے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں ہر ایک قسم کے فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اِس بلا سے محفوظ رہنے کیلئے رو رو کر دُعا کریں پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں۔ غرض ہر ایک قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دُنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دُعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اس لئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ مَیں تمام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدائتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ ان کو بدظنّی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکر گُذار ہوں۔ کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدے کیلئے تجویز ہوئی ہیں۔ اور ایک قسم کی مدد یہ بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کرکے اس بلا کے دُور کرنے کیلئے خدا سے دُعائیں کریں تا یہ بلا رک جائے یا اُس حد تک نہ پہنچے

کہ اس ملک کو فنا کردیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجالاؤ۔ خداتعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اُس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے۔ اور نیک کو خداتعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وآمنتم پ۵۔ رکوع ۲/۱

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے — نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے — کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے — ز دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خُونبارے
خُورِ تاباں سیہ گشت است از بدکارئے مردم — زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی — علاجے نیست بہرِ دفع آں جز حُسنِ کردارے
نشاید تافتن سرزاں جنابِ عزت و غیرت — کہ گر خواہد کُشد در یک دمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے — خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۶ فروری ۱۸۹۸ء

ظل اللہ! یہ ایک منذر پیغام تھا جو امن و آرام کے وقت اہلِ پنجاب نے سُنا۔ اور اگر مخلوقِ الٰہی رجوع الی اللہ کرتی تو کچھ عجب نہ تھا کہ یہ عذاب پنجاب سے ٹل جاتا۔ لیکن چونکہ یہ خبر ایسے وقت دی گئی تھی جبکہ پنجاب تو کیا وہ علاقہ بھی طاعون سے پاک تھا جو پنجاب اور صوبہ بمبئی کے درمیان واقعہ ہے۔ اس لئے دنیا کے فرزندوں نے اس اطلاع کی تضحیک کی۔ اور جب آئندہ دو سالوں میں کوئی معتد بہ وارداتیں طاعون کی پنجاب میں واقع نہ ہوئیں تو اہلِ پنجاب شوخی میں بڑھ گئے۔ اور از راہِ استہزا پنجاب کے بعض اخباروں نے ہم سے مطالبہ کیا کہ وہ طاعون کہاں

ہے۔ جس کے درخت **قادیان** کے پیغمبر نے سرزمین پنجاب میں لگتے دیکھے تھے۔ نادانوں نے یہ نہ سمجھا کہ جو درخت ۱۸۹۸ء میں پیوندِ زمین ہوئے تھے اُن کے بارور ہونے کو کچھ وقت چاہیئے تھا۔ اور نیز یہ تو ایک انذاری اطلاع تھی تا کہ وہ رُوحیں جن کے حصّہ میں ازل نے سعادت رکھی تھی وہ اِس درمیانی وقت میں خُدا تعالیٰ سے صلح کرلیویں۔ یہ ایّام گویا ایّامِ صلح[1] تھے۔ خُدا تعالےٰ اہل دُنیا سے ناراض تھا۔ اور یہ وقت تھا کہ اس کی رضامندی حاصل کی جاتی لیکن اکثر لوگوں نے اصلاح کی طرف رُخ نہ کیا۔ حتّٰی کہ ۱۹۰۱ء میں کشفِ مذکورہ بالا کے طاعُونی درخت پنجاب میں کسی قدر بارور ہونے لگے۔ لیکن مرض نے ابھی چنداں ترقّی نہ کی تھی کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے پھر اُس نذیر کو اطلاع ہوئی کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ یعنی وقت آگیا ہے جب مرضیں پھیلینگی اور جانیں ضائع ہونگی۔ اس الہام کی بنا پر مامور من اللہ نے لوگوں کو متنبّہ کرنے کے لئے ایک اور

[1] اُن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رسالہ ایام الصلح بھی ملک کی خیر خواہی کے لحاظ سے لکھ کر لوگوں کو اطلاع دی کہ عذابِ الٰہی بہت نزدیک ہے، تم اس وقت توبہ کرو اور دُعا میں لگ جاؤ اور خدا تعالےٰ سے صلح کر لو۔

اشتہار دیا۔ جس میں سے ذیل کی سطور اقتباس کی جاتی ہیں :۔

"سنو اے عزیزو اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی پیدا کرو۔ تا خدا تم پر رحم کرے وہ بلا بہت نزدیک آگئی ہے۔ خدا اس کو نابود کرے۔ اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے یہ وہ بلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے۔ اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے مگر صرف زمینی کوشش کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خدا ہے۔ یہ بلا اس کے ارادہ سے ملک میں پھیلی ہے۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہیگی اور اپنی رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کریگی۔ اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ وار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اپنے بچّوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہئیے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ سے اور استغفار سے بھر جاویں۔ اور تمہارے دل نرم ہو جاویں" الخ

ظل اللہ! ایسے وقت میں صرف توبہ اور استغفار ہی ایک نسخہ عذابِ الٰہی سے بچنے کا تھا اہلِ ملک کو اگر ایک ملہم نے آنے والے عذاب سے خبر دے کر صرف نیکی اور پرہیزگاری کا سبق دیا۔ اور توبہ استغفار کو الٰہی عذاب سے بچنے کا علاج ٹھہرایا تو کونسا قابلِ رنج امر تھا۔ اور اہلِ ملک کا کیا ہرج تھا۔ وہ اس منذر کی پیشگوئیوں کی تو پرواہ نہ کرتے۔ لیکن اُس کی نصیحت

---

[1] اشتہار متعلق طاعون ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مندرجہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء +

پر عمل کر کے اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرتے اور ایک پاک زندگی اختیار کرتے۔ مگر جن کے حصّہ میں شقاوت تھی اور جنکی سیاہ کاریاں عذاب کو کھینچ رہی تھیں۔ وہ کیوں داعیٔ الی اللہ کی باتوں پر کان دھرتے۔ چنانچہ یہ اشتہار بھی ہنسی ٹھٹھہ کے ساتھ پڑھا گیا۔ حتّٰے کہ سنہ ۱۹۰۲ء آگیا لیکن پنجاب میں ابھی تک طاعون نے قہری رنگ اختیار نہ کیا تھا کہ خدا تعالے نے اپنے بندے پر پھر القا کیا +

غضبت غضبا شدیداً۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ الا الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٓئک لھم الامن وھم مھتدون انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ انی احمز الجیش فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔ یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احدٌ +

ترجمہ۔ یعنی میرا غضب بھڑک رہا ہے۔ بیماریاں پھیلینگی اور جانیں ضائع ہونگی۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے۔ اور ایمان میں کچھ نقص نہ ہوگا وہ امن میں رہینگے۔ اور ان کو مخلصی کی راہ ملیگی۔ یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہیں۔ ہم اُن کی زمین کے قریب آتے جاتے ہیں میں اندر ہی اندر اپنا لشکر طیار کر رہا ہوں یعنی طاعونی کیڑوں کو پرورش دے رہا ہوں۔ پس وہ اپنے گھروں میں ایسا سو جائیں گے جیسا کہ ایک اونٹ مرا رہ جاتا ہے۔ طاعون پر ایک ایسا وقت بھی آنیوالا ہے کہ کوئی بھی اس میں گرفتار نہیں ہوگا +

ظلّ اللہ اس وقت پنجاب میں طاعون تو ضرور آچکی تھی البتہ ترقی

ا؎ دیکھو اشتہار دافع بلا مجریہ سنہ ۱۹۰۲ء +

پر نہ تھی۔لیکن اِس اِلہام کے شائع ہونے کے بعد جو آئندہ ایّام سر ما آئے وہ مُلک کی تباہی ساتھ لائے۔طاعُون نے مُلک کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔گاؤں کے گاؤں اور قصبہ کے قصبہ ویران ہو گئے۔سینکڑوں آدمی جو رات کو بھلے چنگے سوتے تھے صبح ہوتے ہی فاصبحو فی دارھم جاثمین کا مصداق بن جاتے تھے۔طاعون نے کامل عذاب کا رنگ اختیار کر لیا پنجاب میں ایک **قیامت** برپا ہو گئی۔دیگر حصصِ ہندوستان کی وارداتیں فرداً فرداً ایک پنجاب کی وارداتوں کے مقابل ہیچ ہو گئیں۔وہ سیاہ درخت جو سرزمینِ پنجاب میں ۱۸۹۸ء شروع میں لگائے گئے تھے سنہ ۱۹۰۲ء کی بہاریں آکر ثمردار ہو گئے۔اور اُن کے مہلک ثمرات نے شہر کے شہر گورستان کر دیئے۔کُل ہندوستان کی وارداتوں سے ایک پنجاب کی وارداتیں اوسط میں زیادہ ہوئیں۔چنانچہ سنہ ۱۹۰۲ء سے اخیر مئی سنہ ۱۹۰۶ء تک جہاں باقی کُل ہندوستان میں چھبیس لاکھ ایک ہزار چھ صد چھیاسی موتیں طاعون سے واقع ہوئیں اُنکے مقابل صرف پنجاب میں سترہ لاکھ اکتیس ہزار تین سو چودہ موتیں واقع ہوئیں۔اب جائے غور ہے۔کہ کس طرح ایک شخص

ایسے وقت میں جب پنجاب میں کوئی خاص ترقّی طاعون کے آثار نہ تھے
اس قسم کی پیشگوئی کرتا ہے جو کہ آئندہ سالوں میں لفظاً لفظاً
پُوری ہوجاتی ہے۔ کیا اہل علم اور ماہرانِ علم طب نے کوئی
خاص اسباب پنجاب میں آج تک تشخیص کرلئے ہیں جو طاعون
کے لئے زیادہ ممد تھے۔ کہ جِس کی بنا پر اِس قسم کا پیش از وقت
قیاس ہوسکے۔ ہرگز نہیں بلکہ اہلِ فن تو اس بات سے حیران
ہیں کہ کیوں پنجاب خاص کر طاعون کے حصّے میں آگیا۔ یہ
کہنا بالکُل غلط ہوگا۔ کہ طاعون ایک متعدّی بیماری ہے۔ اور
۱۸۹۸ء میں یہ پنجاب میں ظاہر ہوچکی تھی۔ اور اِس سے
قیاس کرلیا ہوگا۔ کیونکہ ۱۸۹۸ء میں جہاں کُل ہندوستان میں
ایک لاکھ اٹھارہ ہزار موتیں طاعون سے ہوئیں اُن کے مقابل
پنجاب میں صرف انیس سو کے قریب موتیں ہوئیں۔ گویا اُس
وقت پنجاب میں ہندوستان کے مقابل ۱/۶۰ موت تھی۔ اگر مرض
کے متعدّی ہونے کی بُنیاد پر پیشگوئی کرنی تھی تو صرف
پیشگوئی یہ ہونی چاہئے تھی کہ طاعون کُل ہندوستان میں ترقّی
کریگی۔ نہ یہ کہ طاعون پنجاب کو اپنے لئے مخصوص کریگی۔
پھر اس سے زیادہ تعجب ناک بات یہ ہے۔ کہ اگلے دو سالوں

ہیں یعنے ۱۹۰۰و ۱۸۹۹ء میں جہاں کُل ہندوستان میں بائیس لاکھ
آٹھ ہزار طاعونی موت ہوئی۔ اُس کے مقابل پنجاب میں
صرف آٹھ صد چھتّیس موتیں ہوئیں۔ یعنے قریباً ۱/۲۷ اب
اس کمی کو دیکھ کر قیاس تو یہ ہوسکتا تھا کہ طاعون اگلے
سال معدُوم ہو جاویگی۔ اس کے مقابل ہم دیکھتے ہیں کہ
باوجود اس کے مُدّعی الہام ۱۹۰۱ء کے شروع میں اطلاع
دیتا ہے کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع یعنے مرض اور موت کے
دن قریب ہو گئے۔ چنانچہ اس اطلاع کے پیچھے ہی موسم بہار
میں طاعون نے ترقّی شروع کر دی۔ اور جہاں پنجاب میں
پچھلے دو سالوں میں اوسط موت چار صد اٹھارہ تھی۔ اسکے مقابل
اس جگہ ۱۹۰۱ء میں دولاکھ چہتّر ہزار موت تھی۔ یہ سال
گُذرنے نہ پایا کہ ۱۹۰۲ء کے شروع میں وہ خطرناک الہام
مذکورہ بالا شائع ہؤا جس کا شروع غضبت غضباً شدیداً
تھا یعنے میرا غضب بھڑک رہا ہے۔ اس غضب کا اور کیا
ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ ۱۹۰۲ء کے موسم بہار نے طاعونی
اموات کی تعداد پونے چھ لاکھ تک پہنچادی جو ۱۹۰۴ء میں
دس لاکھ سے اوپر تک پہنچ گئی۔

ظل اللہ! اگر کوئی شخص ایک خداترس دل لے کر غور کرے۔ کہ کس طرح ایک شخص ۱۸۹۸ء میں ایک کشف کے ذریعہ ایک واقعہ دیکھتا ہے۔ جس کی بنا پر وہ ایک پیشگوئی کرتا ہے۔ اور ایسی پیشگوئی کرنے کے لئے اس کے پاس کوئی مادّی اسباب نہیں۔ پھر جو کچھ وہ لکھ دیتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اطلاع دیتا ہے اسی طرح پورا بھی ہو جاتا ہے۔ تو کیا یہ شخص من جانب اللہ نہیں؟

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ظل اللہ! اگر عذاب نے صرف ایک طاعون ہی کی صورت اختیار کر لی ہوتی تو خیر چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند کی صورت ہو جاتی۔ اور مذکورہ بالا ۱۹۰۲ء کے الہام کا آخری حصہ بھی اشارہ کرتا تھا کہ طاعون ایک دن ختم ہو ہی جاویگی۔ لیکن مشکلات تو یہ پڑی ہیں کہ پاک نوشتوں میں اور ایسا ہی مہدی وقت کے دیگر الہامات اور پیشگوئیوں میں ابھی قسما قسم کی دیگر ارضی و سماوی بلیّات کا اشارہ ہے۔ نہ معلوم حسب الفاظ الہام مذکورہ بالا خدا کے زور آور حملے کیا کیا شکل و صورت اختیار کرنے والے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود نے ایک کتاب مواہب الرحمٰن نام بزبانِ عربی ۱۹۰۲ء میں تصنیف

فرمائی جو جنوری ۱۹۰۳ء کو شائع بھی ہوگئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۸۶ پر ذیل کی عبارت بمعہ ترجمہ فارسی یوں درج ہے:۔

فاختار اللہ لھذا الزمان لتنبیہ الغافلین نوعاً من العذاب وھو ما یخرج من السماء لا ما یخرج من التراب۔ فالقی الرعب فی القلوب مرۃ بالطاعون المقعص البتار۔ وطوراً بزلازل سجدت لھا جدران الدیار واُخری بطوفان نارٍ انشقت بہ الجبال وارتجت بہ البحار وانہ فی تغیظ وزفیرٍ وما قل من تدبیر۔ وما غادر من صغیر ولا کبیر۔

پس خدا برائے ایں زمان برائے آگاہانیدن غافلان گونہ عذاب اختیار کردہ و آں عذاب آنست کہ از آسمان مے آید نہ از نیام بروں مے آید پس او در دلہا ترس انداخت گاہے بطاعون کہ در جائے کشندہ ہلاک کنندہ است و وقتے بزلزلہا کہ دیوار ہائے ممالک بسبب آں برزمین مے افتد و وقتے دیگر بسببِ طوفان آتش کہ بداں کوہ ہا پارہ پارہ شدند و دریا ہا بطوفان در افتادند و آں در جوش و خروش است و باہیچ تدبیر کم نہ گردیدہ و نہ خورد را گذاشت و نہ کلاں را +

اسی طرح اِس تصنیف سے دو سال پہلے آپ کی ایک اردو نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی اُس میں آپ نے الفاظ ذیل میں پھر لوگوں کو روبہ اصلاح ہونے کی ہدایت یوں کی:۔

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت | دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت | کہ یاد آجائیگی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولیٰ نے بتادی
فسبحان الذی اخذی الاعادی

اِن تصنیفوں کے وقت بھلا طاعون تو ظاہر ہو ہی چکی تھی۔

لیکن یہ عبارتیں تو طاعون کے علاوہ خطرناک زلازل کے ظاہر ہونے ۔ آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے اور سیلابی مہلک طوفانوں کے پیدا ہونے پر کھُلے کھُلے لفظوں میں اشارہ کر رہی تھیں ۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ سنہ ۱۹۰۲ء کے خاتمہ تک ان بلاؤں کا وہم وگمان بھی کسی کو نہ تھا ۔ بہتر تو تھا کہ ان تحریروں کو پڑھ کر لوگ خشیّت و انابت اختیار کر لیتے ۔ لیکن جو لوگ موجودہ عذابِ طاعون کے ہوتے ہوئے خدا کی طرف رُخ نہ کر سکتے تھے ۔ اُن پر آیندہ زلازل وسیلاب کی پیشگوئیاں کیا اثر کر سکتی تھیں ۔ زمانہ اُسی طرح اپنی غفلت اور ظلمت میں پڑا رہا اور سُنّت قدیمہ کے مطابق مُنذرِ وقت کی وقتی اطلاع کو اساطیر الاولین ہی سمجھا گیا ۔ حتّٰی کہ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء میں پھر خدا نے اطلاع دی کہ "زلزلہ کا ایک دھکّا" عنقریب حصّۂ ملک کو ہلا دیگا ۔ پھر مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو منذر حقیقی نے اس زلزلہ کے دھکّے کے نتائج کو اس الہام میں ظاہر کیا ۔ عفت الدّیار محلہا ومقامہا ۔ یعنی ایک حصّۂ ملک زلزلہ سے ایسا تباہ ہو جاویگا کہ اس کی عمارتیں سب نابُود ہو جائینگی ۔ نہ سرائیں وہاں باقی رہینگی نہ مستقل سکونت کی جگہ قائم رہیگی ۔ پھر

۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اَور اشتہار دے کر اُن واقعات سے لوگوں کو ڈرانا چاہا جنھوں نے عنقریب پیدا ہو کر دُنیا میں موت کا بازار گرم کر دینا تھا۔ اَور وہ یہ ہے :-

"مَیں لے نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شورِ قیامت برپا ہے۔ پھر میرے مُنہ پر یہ الہامِ الٰہی تھا کہ **موتا موتی لگ رہی ہے** کہ مَیں بیدار ہو گیا اور اسی وقت جو کچھ حصّہ رات کا باقی ہے۔ مَیں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کر دیا ہے۔ دوستو اُٹھو ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقوےٰ کے اور کوئی کشتی نہیں" +

اِس اشتہار کو بھی اُسی لاپرواہی کے ساتھ پڑھا گیا جو شعار مکذّبین کا ہُوا کرتا ہے۔ حتّٰی کہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو اخبار الحکم کے کالموں میں ایک اور اعلان مُرسلِ خُدا کی طرف سے بالہام ذیل کہ "مکذّبوں کو ایک **نشان** دکھلایا جاویگا" شائع ہُوا۔ یہ **نشان** کیا تھا۔ یہ وہی **نشان** تھا جس کی اطلاع ۱۸۸۲ء میں مہدئ وقت کی کتاب **براہین احمدیہ** کے صفحۂ ۵۵۷ پر تھی کہ فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا ترجمہ جب

لے یہ کشف اور الہام رسالہ ریویو آف ریلیجنز مجریہ مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہُوا +

خُدا نے تجلّی پہاڑ پر کی تو پہاڑ اُس سے پاش پاش ہو جاویگا*

وہ ربّ العزّت جو مُکذّبین کے مقابل اپنے بندہ کے ساتھ ہمیشہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ آخر ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ دھرم سالہ کے پہاڑ پر اپنی کامل تجلّی کے ساتھ ظاہر ہُوا۔ حسب الہام مطبُوعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۳ء زلزلہ کا ایک دھکہ آیا۔ جِس سے وہ علاقہ عفت الدّیار محلہا ومقامہا کا مصداق بن گیا۔ وہاں کی کُل عمارتیں نیست و نابُود ہو گئیں۔ نہ وہاں مستقل جائے رہائش رہی نہ مسافروں کے لئے قیامگاہ نظر آئی دردناک موتوں سے عجیب طرح پرشور قیامت برپا ہُوا۔ اور چاروں طرف موتاموتی لگ گئی حسب وعدہ وہ ساعت بھی آ گئی کہ جِس سے قیامت یاد آنے لگی +

ظل اللہ القادر کے کاروبار نمودار ہو گئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

کیا کوئی مُہندّس یا مُنجّم یا جیالوجی (علم طبقات الارض) کا ماہر اس طرح زلزلے کی اطلاع دے سکتا ہے۔ اور پھر اُس کے نتائج کو بالتّشریح بیان کرسکتا ہے۔ وہ شرک کا گھر جو دو ہزار برس سے مندر کی صورت میں "مائی لاٹاں والی" کے نام پر کانگڑہ کے مضبُوط چٹانوں پر کھڑا تھا اُس پر خُدا اپنی تجلّی

* یہ بھی ایک الہام ہے +

کے ساتھ اُترا - اور اسے دو ہزار برس کے بعد ہمیشہ کیلئے پاش پاش کر دیا - اور اس طرح وہ الفاظ پُورے ہوئے جو خدا سے علم پاکر مبعُوث کئے ہوئے منذر نے اہلِ مُلک کو بتلائے ✣

ظل اللہ ا یہ باتیں کسی مادّی علم کا نتیجہ نہ تھیں نہ کسی مُنجّمانہ مُہندسانہ تحقیقات کا خُلاصہ بلکہ خُدا کے اپنے مُنّہ بولے الفاظ تھے لیکن ممکن تھا کہ بعض دلوں میں خطرات نفس ہیچو قسم اوہام و وساوس پیدا کر دیتے - سو اللہ تعالےٰ نے اس کا ازالہ بھی عجیب طور پر کر دیا - ابھی اس زلزلہ عظیم کو گُذرے مشکل چار دن گُذرے تھے کہ خُدا کی پاک وحی پھر اپنے بندہ پر نازل ہوکر ایک اَور زلزلہ کی خبر دینے لگی - جِس کی بنا پر جناب مسیح نے ملک کو ایک اَور مُتعاقب زلزلہ کی اطلاع دی - ادھر ہندی مُنجّمین نے اپنے رمل و نجُوم کی بنیاد پر علے الاعلان اس خبر کی تکذیب کی - ایک طرف مُلہمِ ربّانی نے بر بنا ءِ الہامِ آلٰہی الانذار اور الندا و البلاغ تین اشتہار ۸ - اپریل اور ۹ - اپریل و ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو یکے بعد دیگرے شائع کئے اور ان میں سے ہر ایک میں اُس مُتعاقب زلزلے

کی بابت لکھا۔ دوسری طرف دُنیوی علُوم پر بھروسہ کرنیوالوں کے اطمینان کے لئے گورنمنٹ عالیہ کے ایماء پر پروفیسر آموری جاپان سے ہندوستان آیا اور کوہِ ہمالہ کے مختلف حصص کی اپنے آلات شناخت زلازل سے جانچ پڑتال کرتا دھرسالہ کی نواح میں پُہنچا۔ ایک طرف جاپانی ماہرِ طبقات الارض نے اپنے علم و تجربہ کی بنا پر بعد از تحقیقِ دقیق اہلِ ہند کو یقین دلایا کہ آج سے دو صد برس تک ہند میں ہیچو قسم زلزلے کی کوئی اُمّید نہیں۔ دوسری طرف پھر الہامِ الٰہی نے یکم فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو اطّلاع دی کہ صدیاں تو درکنار دنوں میں اسی[1] موسمِ بہار کے شروع پر ایک اَور زلزلہ آنے والا ہے۔ جو پہلے زلزلہ کے ہمرنگ ہوگا۔ مُلک کو ان دو پیشگوئی کرنے والوں کے متقابلہ حیثیّت پر ابھی غور کرنے کا پُورا موقع نہ ملا ہوگا۔ کہ خُدا نے اپنے الفاظ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو پُورے کر دکھائے جبکہ رات کے دو بجے ۴۔ اپریل کا سا زلزلہ[2] وادئی ہمالہ میں نمودار ہُوا۔ اور اس طرح اُس زلزلہ نے ذیل کے اِن الفاظ کو سچ کر دکھایا

[1] الہام الٰہی کے الفاظ یہ ہیں "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ یعنی وہ زلزلہ جو پہلے زلزلہ کے بعد میں آنے والا ہے۔ وہ بہار کے آنے پر ہوگا ✢

[2] دیکھو سول ملٹری گزٹ مجریہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء ✢

جو المسیح الموعود نے اپنے تیسرے اشتہار موسومہ بہ البلاغ مجریہ ۲۹ - اپریل ۱۹۰۵ء میں اِن سائنٹیفک مُکذّبینِ الہامِ الٰہی کی تردید میں درج فرمائے تھے - وھوھٰذا :-

"یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے - اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ جھوٹے ہیں - اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں - درحقیقت یہ سچ ہے - اور بالکُل سچ ہے - کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے" +

آخر کار واقعات نے ثابت کر دیا - کہ جو کچھ الہامِ الٰہی نے ظاہر کیا تھا وہ ہی سچ تھا - اور جس خبر کی بُنیاد رمل نجوم اور علومِ جدیدہ تھے - وہ غلطی سے خالی نہ تھی - اس طرح ایک سلیم الفطرت کے لئے یہ امر بھی صاف ہوگیا کہ اس صدی کا مُجدّد کسی ارضی علم یا مُنجّمانہ حساب سے خبر نہیں دیتا بلکہ وہ تو اس دریائے معرفت سے پانی پیتا ہے کہ جس کا سرچشمہ خُود عالم الغیب ہے +

ظلّ اللہ! یہ عرض کیا گیا ہے کہ اس وقت کا نذیر صرف مُلکِ ہند کے لئے نذیر نہ تھا - بلکہ یہ امامِ اسلام کُل دُنیا کے لئے نذیر ہو کر آیا تھا - کیونکہ وہ غفلت و ضلالت جو عذابِ الٰہی کی

اصلی محرک ہے۔ اس کی حکومت اس وقت کُل دنیا پر تھی۔ اور چونکہ وہ وقت اب قریب آچکا تھا جب کُل دنیا کو مختلف حوادث کے ذریعہ خوابِ غفلت سے جگایا جاوے۔ اس لئے جناب المسیح الموعود کو ۱۹۰۵ء میں متواتر ان حادثات کے قریب ہو جانے کی اطلاع جناب باری سے ہوئی۔ چنانچہ اخیر ۱۹۰۵ء میں جب آپ نے بر بناءِ الہام متواتر اعلان کیا کہ میرا وقتِ رحلت اب قریب ہے تو آپ نے اپنے رسالۂ **الوصیّت** مجریہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۵ء میں ذیل کی پیشگوئی بھی فرمائی:۔

> حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک حصّۂ دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائیگی۔ زلزلے آئینگے اور شدت سے آئینگے۔ اور قیامت کا نمونہ ہونگے۔ اور زمین کو تہ و بالا کر دینگے۔ اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جاویگی پر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہوں سے دستکش ہونگے۔ خدا اُن پر رحم کریگا۔

اس وصیّت کی اشاعت تک ہندوستان سے باہر کی دُنیا حوادث سے عموماً امن میں تھی۔ لیکن رسالہ الوصیّت کیا شائع ہُوا حوادث کا دروازہ کُھل گیا حادثات کی خبریں چاروں طرف سے آنے لگیں۔ چنانچہ اُن ہیبتناک واقعات کے متعلق جو شروع ۱۹۰۶ء میں دُنیا پر مستولی ہو گئے۔ اخبار پایونیر

نے اپنی ۲۳ - اپریل ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں ایک ایڈیٹوریل نوٹ دیا جس کا کچھ اقتباس ذیل میں دیا جاتا ہے :-

ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں گذرتا جو ان تباہیوں کا نقشہ دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں ظاہر نہ ہو جاتا ہو۔ اور اس کی حرکت دُنیا میں ہر طرف یکساں ہے سب سے اول جزائر غرب الہند میں آتش فشاں مادہ کا پھوٹنا تھا۔ جس کے متعلق کہا گیا تھا کہ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس قدر شدت اس کی نہیں پائی گئی۔ اور اس کے ساتھ قریب قریب جزیروں میں بھی مادہ آتش فشاں کی حرکت بڑے زور میں ہوئی - اس کے بعد ایک تباہ کن سیلاب دریائے مسیسپی میں آیا فارموسا میں دو زلزلے نہایت ہی سخت یکے بعد دیگرے دو مہینوں کے اندر اندر آئے۔ اور یہ زلزلے اس زلزلہ سے شدت میں کہیں بڑھ کر تھے۔ جس نے فرانسسکو کو تباہ کیا - اس کے بعد فرانس کی ایک کوئلہ کی کان میں خطرناک حادثہ آگ لگنے کا وقوع میں آتا ہے۔ جس کی تباہی کی نظیر کسی کان کے حادثہ میں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ واقعہ بھی ایسی جگہ ہوتا ہے۔ جہاں پہلے اس قسم کا کوئی خطرہ بھی نہ ظاہر ہوا تھا - اس حادثہ کے بچے ہوئے لوگ ابھی مشکل سے سطح زمین پر لائے گئے تھے۔ کہ جنوبی اٹلی کی طرف انسانی ہمدردی کو متوجہ ہونا پڑا۔ جہاں ویسیوویس ایسی سختی کے ساتھ پھٹا کہ اس کی نظیر کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی - اور اس قدر دور دور تک اس کی تباہی کا اثر پہنچا کہ نیپلز بھی اس خطرے میں پڑ گیا کہ خاکستر کے نیچے دب کر تباہ نہ ہو جائے - اس خوبصورت شہر کے امن کی نسبت ابھی پورا اطمینان نہ ہوا تھا کہ یہ زمینی مادہ کیلیفورنیا کے نہایت خوبصورت اور سرسبز ساحل پہ جانکلا اور ایک آن کی آن میں مغربی دُنیا کے سب سے خوبصورت شہر کو خاک میں ملا دیا - اس عام اور سخت تباہی کی نظیر پہلی صدی عیسوی کے بعد اور کہیں ہمیں نہیں ملتی - جبکہ زلزلے اور آتش فشاں مادے یورپ اور ایشیا کو چک میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے - جن کا

نقشہ کسی قدر مکاشفات میں ملتا ہے ۔

ظل اللہ! یہ عاجز بصد ادب بندگان عالی سے معافی کا خواستگار ہو کر حضرت ظلِ سُبحانی کے سامنے وہ الفاظ دُہراتا ہے جو اس سے پہلے ان اوراق میں حضرت المسیح الموعُود کی کتاب مواہب الرحمٰن مطبُوعہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء سے اقتباس کئے جا چُکے ہیں :-

وطوراً بزلازل سجدت لھا جدران الدیار واخری بطوفان نار انشقت بہ الجبال وارتجت البحار۔ ترجمہ۔ وقتے بزلزلہا کہ دیوار ہائے ممالک بسبب آں بر زمین مے افتد و وقتے دیگر بہ سبب طوفان آتش کہ بداں کوہ ہا پارہ پارہ شدند و دریا ہا بطوفان در افتاد ۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں دُنیا زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹ جانے کی طرف سے بالکل مطمئن تھی ۔ اور نہ کسی کو اِن حادثات کا وہم و گمان بھی اُس وقت ہو سکتا تھا ۔ پھر کس طرح ایک گاؤں کا رہنے والا اگر اُس کا خبر دینے والا عالم الغیب قادر مطلق خُدا نہیں تو ظہُورِ حادثات سے چار سال پہلے ان کا نقشہ وضاحت کے ساتھ الفاظ بالا میں کھینچ سکتا ہے ۔ کیا یہ سائنٹیفک قیاس یا نجُومی ڈھکوسلا تھا ۔ یورپ امریکہ میں آخر عُلما فُضلا کی ایک جماعت ایسی ہی تحقیق میں لگی رہتی ہے ۔ کیوں اُن میں سے کوئی بھی اِن حادثات کی پیش از وقت اطلاع دینے پر قادر نہ ہوا

بھلا سنہ ۱۹۰۶ء میں سلسلۂ زلازل بھی شروع ہو گیا تھا۔ پھر کیوں مُہندسان اور مُنجّمانِ غرب نہ جاگ اُٹھے۔ لیکن اگر سنہ ۱۹۰۶ء کے بعد کے حوادث کی اطّلاع بھی کسی نے دی۔ تو اُس گاؤں کے رہنے والے خُدا کے مُلہم نے دی جسے تمام سنہ ۱۹۰۶ء میں مختلف اوقات پر خُدا تعالےٰ خبر دیتا رہا۔ کہ زلزلے پر زلزلہ آویگا۔ اور مصیبت پر مصیبت نازل ہوگی۔ اُسے اکثر رویا اور کشف میں زمین زیر و زبر ہوتی نظر آئی۔ اور پھر اُس پر یہ بھی ظاہر ہُوا کہ پانچ دفعہ دُنیا پر قیامت خیز زلزلے آوینگے۔ اور بعض اہل دنیا کو ایسا بھی دیکھنا پڑیگا کہ گویا دنیا کا خاتمہ

---

۵۱ جناب المسیح الموعود کی جائے سکونت قادیان سے دو ہفتہ وار اخبار الحکم و البدر نام اور ایک انگریزی رسالہ موسوم بہ ریویو آف ریلیجنز شائع ہوتا ہے۔ آپکے الہامات اور پیشگوئیاں بقید تاریخ ان ہر سہ صحائف میں شائع ہو جاتی تھیں۔ مضمون کی طوالت اجازت نہیں دیتی۔ ورنہ نہایت آسانی کے ساتھ یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۶ء/۱۹۰۷ء میں جب کبھی جناب مسیح کو زلزلہ کی الہاماً اطلاع ہوئی۔ اس الہام سے کچھ تھوڑے دنوں کے اندر اندر کسی نہ کسی حصۂ دُنیا میں خطرناک زلزلہ آگیا۔ یہاں میں چند الہام بقید تاریخ درج کرتا ہوں۔ جو رسالہ **ریویو آف ریلیجنز** سنہ ۱۹۰۶ء/۱۹۰۷ء میں شائع ہوئے:۔

یکم مارچ سنہ ۱۹۰۶ء "زلزلہ آنے کو ہے"۔ ۱۳ مارچ چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشاں کی پنج بار (نشان زلزلہ) ۱۸۔ اپریل ارنی زلزلة الساعة یریکم اللہ زلزلة الساعة۔ ۶ مئی ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ ۱۴ مئی و ۲۵ مئی ھل اتاك حدیث الزلزلة بل تاتیھم بغتة اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ۔ ۲۰ مئی اریك زلزلة الساعة۔ ۱۶ جون زلزلہ آنے کو ہے ۱۵ ستمبر ایضاً وغیرہ وغیرہ ❖

ہونے لگا ہے۔ ان ربّانی اطّلاعوں سے اس ربّانی مُصلح کا دل پسیجا۔ بنی نوع کی ہمدردی اس سے وقتاً فوقتاً انذاری اشتہار دلاتی رہی چنانچہ اخیر سنہ ۱۹۰۶ء میں ذیل کی باتیں اُس نے بیان فرمائیں جو اس وقت تمام روئے زمین پر بذریعۂ ایک انگریزی رسالہ ماہوار موسومہ بہ ریویو آف ریلیجنز مجریۂ قادیان اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء میں اشاعت پاگئیں :-

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسے پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یوروپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر بھی آوینگے۔ اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی۔ اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں ہونگے۔ اور زمین پر اس قدر تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے۔ کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جاوینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں میں اس کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جاوینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں۔ کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی۔ اور نہ صرف زلزلہ بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام خیالات دنیا پر گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ

خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے
جیسے کہ خدا نے فرمایا کہ وما کنا معذبین حتٰی نبعث رسولا۔ اور
توبہ کرنیوالے امان پائیں گے۔ اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں۔ ان پر رحم
کیا جاویگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے۔ یا
تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا
اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ ہی میں زلزلے آئے
اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ
مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا
تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزیرہ کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا
تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو
ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ خدا ایک مدت تک خاموش رہا۔ اور
اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا مگر
اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے
کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو
جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ
اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں
کے سامنے آ جاویگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔
مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو کہ تا تُم پر رحم کیا جاوے۔ جو خدا کو
چھوڑتا ہے۔ وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا
وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔

اللہ اللہ یہ کیسے مُقتدر اور مُنذر الفاظ ہیں۔ کیا ربّانی نذیروں
کے سوا کسی اَور کے کلام میں اِن کی نظیر ہے؟ کیا جب سے
دُنیا پیدا ہوئی کوئی اَور شخص بھی عالم الغیب قادرِ مُطلق خُدا

سے علم پانے کے بغیر اِس تحدّی اور اقتدار سے بولا؟ اور کیا یہ مجنُون کی بڑ تھی - یا اُسے کشفی نگاہ میں وہ سب کُچھ دِکھلایا گیا جو عنقریب ہونے والا تھا - کیونکہ اُس نے کہا کہ وہ دِن نزدیک ہیں بلکہ دروازوں پر ہیں - اور پھر کیا اُسی طرح نہ ہُؤا - کیا ۱۳ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اِن الفاظ کو پُورا کرنے والا پہلا زلزلہ سنیٹا گو مُلک چلّی میں نہ آیا - پھر کنگسٹن - انڈین آرچی پیلیگو (جہاں جزیرہ سمالو بمعہ ۱۵۰۰ آدمی کے غرق ہُؤا) والپا ریزو - سان فرانسسکو - مسینا - ڈی کیلیبرا اور پھر ایران نے یکے بعد دیگرے اُس قیامت کو نہیں دیکھا کہ جس کی لفظی تصویر ربّانی مُلہم نے الفاظ بالا میں کھینچ دی تھی - اُن میں سے آخری تین زلزلے تو لفظاً اور حرفاً حرفاً پیشگوئی بالا کو پُورا کرنے والے ثابت ہوئے - نہ یُورپ امن میں رہا - نہ ایشیا محفُوظ رہا - نہ وہ جزیرہ والے بچ سکے جو انیس سو برس سے مصنُوعی خُدا کی پرستش کر رہے تھے دو لاکھ اِنسان صبح اُٹھتے ہمیشہ کے لئے خوابِ عدم میں چلے گئے - دُنیا نے وہ تباہی دیکھ لی کہ جب سے انسان پیدا ہُؤا ایسی تباہی نہ آئی تھی

۵۱ پایونیر نے زلزلہ مسینا اور ڈی کیلیبرا کی بابت لکھا ہے - کہ انسانی تاریخ میں اِس زلزلہ کی نظیر نہیں +

قصبوں کے قصبے اور گاؤں کے گاؤں ویران ہو گئے۔ آباد معمورے گورستان بن گئے۔ شہر گرتے نظر آئے اور آبادیاں ویران ہو گئیں۔ موت کی کثرت سے خون کی نہریں چلیں اور چرند پرند بھی موت سے نہ بچ سکے۔ الغرض نظارۂ قیامت کے وہ دن شروع ہو گئے جو دروازہ پر تھے۔

ظل اللہ! یہ پیشگوئی کے الفاظ جو ۱۹۰۶ء میں اول دفعہ شائع ہوئے انھیں حضرت مسیح الموعود نے پھر اپنی کتاب حقیقت الوحی میں جو ۱۹۰۷ء میں طبع ہوئی شائع کیا۔ جن سے پتہ لگتا ہے کہ ابھی وہ عذاب کا سلسلہ ختم ہونے والا نہ تھا۔ یوں تو ہندوستان ۱۸۹۷ء سے تختۂ مشق بلا ہو رہا تھا۔ لیکن مذکورۂ بالا الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اِس ملک نے ابھی اور خطرناک ایّام دیکھنے ہیں۔ کیونکہ مُلہم ربّانی صریح الفاظ میں ہمیں اطلاع دیتا ہے۔ کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نُوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجاویگا۔

ان دو باتوں میں سے ایک بات کا ظہور تو آخر اس ملک میں ہو گیا۔ ابھی ان الفاظ کو شائع ہوئے بمشکل دو سال گُذرے تھے کہ نُوح کا زمانہ حضرت ظلِّ سُبحانی کی آنکھوں کے سامنے

آگیا۔ خدا تعالیٰ خدّامِ والا کو پھر ایسے منظر نہ دکھلائے۔ اور بندگانِ عالی مُتعالی کی قلمرو سے اُن اسباب کو دُور کر دے جو اِس طوفانِ نوحؑ کو دوبارہ دُنیا میں لائے۔ اور خدا تعالیٰ وہ سامان پیدا کر دے کہ جہاں حضرتِ اعلیٰ نے اِس **نذیر** کے انذار کو پُورا ہوتے دیکھا وہاں اِس **بشیر** کی تبشیر سے بھی بہرہ یاب ہوں۔ کیونکہ مسیح الموعُود جہاں نذیر ہے وہاں بشیر بھی ہے ×

ظلّ اللہ! وہ طُوفان جو حضُور نے ملاحظہ فرمایا وہ طُوفانِ نُوحؑ کے بعد پھر پہلا ہی طُوفان تھا جو صفحۂ ہستی پر ظاہر ہُوا۔ اور اِس عاجز کے نزدیک تو یہ طُوفان اپنی بربادی اور تباہی کے لحاظ سے شاید طُوفانِ نُوحؑ سے کم نہ تھا۔ وہ گُذشتہ رمضان کی پہلی تاریخ کیسی خطرناک تھی۔ کہ جس دِن رودِ موسیٰ میں غیر معمُولی طُغیانی پیدا ہوئی اور ابھی صبح کے آٹھ نہ بجنے پائے کہ اس طغیانی کا پانی پُل ہائے بلدہ سے جو تیس چالیس فٹ کے اندر اُونچے تھے دس فٹ اوپر پُہنچ کر شہر کی فصیل توڑنے لگا اندرون بیرون بلدہ کے وہ محلّے جہاں طغیانی کے اثر کا وہم و گُمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا غرقِ آب ہو گئے۔ پھر کیا تھا

آن کی آن میں قیامت برپا ہوگئی۔ مُستحکم سرِبفلک عمارتیں جو بذاتِ خُود قلعے تھے۔ اور جن کی طیّاری میں لاکھوں روپیہ صرف ہوچُکے تھے خاک میں مل گئیں۔ اور چند گھنٹوں میں اُن کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ سینکڑوں ماں باپ بے اولاد اور ہزاروں بچّے یتیم ہوگئے۔ صدہا عورتیں بیوا بن گئیں۔ اور بیشمار خاندان بے نام ونشان ہوگئے۔ پُشتہا پُشت کی جمع کی ہوئی دولت پر آن کی آن میں پانی پھر گیا۔ صدہا مُتموّل مفلوک اور صدہا دولتمند محتاجِ نانِ شبینہ ہوگئے۔ ہزاروں ایسے لُقمۂ فنا ہُوئے۔ کہ اُن کے پیچھے نہ کوئی اُن کا نام لیوا نہ پانی دیوا رہا۔ ایک چار گھنٹے میں اندرون بیرُون شہر کے باون محلّے۔ ۳۰۰۰ مکانات۔ پچاس ۵۰۰۰۰ ہزار سے اوپر نفُوس اور دس کروڑ کے قریب مال وجنس کا صفایا ہوگیا۔ وہ باعصمت بیبیاں جن کا سایہ بھی اہلِ زمانہ نے نہ دیکھا ہوگا برہنہ پا برہنہ سر پاپیادہ بدحواس گھروں سے نکل کھڑی ہُوئیں اور ہر طرف سراسیمہ بھاگتی نظر آئیں۔ نہ پردہ کا کُچھ خیال نہ ناموس وننگ کا پاس ولحاظ۔ وہ مستُورات جن کی آواز نامحرموں نے نہ سُنی ہوگی۔ روتی پیٹتی مُضطربانہ

باہر نکل پڑیں مصیبت زدگان کا رونا پیٹنا اور بلا زدگان کی دل ہلانے والی صدائیں تمام شہر میں قیامت برپا کر رہی تھیں - جان مال سب کا خاتمہ ہو گیا - اللہ اکبر کیا قیامت کا نمونہ تھا - باپ بیٹے سے - بیٹا باپ سے - جورو خاوند سے شوہر عورت سے - بچے ماؤں سے اور مائیں بچوں سے علیحدہ ہو رہے تھے - جو لوگ روائے دریا میں سو گئے اُن کی تعداد خدا ہی جانتا ہے - لیکن جو نعشیں دبی دبائی پائی گئیں - نہ اُن کو غسل دیا نہ کفن نصیب ہوا - نہ نماز جنازہ پڑھی گئی نہ جلائے گئے - بلا اِمتیاز مذہب چھکڑوں میں بھر کر کھڈوں میں ڈلوائے گئے - اور حیدر آباد نے آخر کار اِس گھڑی کو دیکھ لیا جس کے متعلق داعی الی اللہ ۱۹۰۱ء میں یوں فرما گیا تھا ؎

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک آفت کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ظل اللہ کیا اِس طوفانِ نوح کو دوبارہ کثرتِ بارش لائی - یا تالابوں کا کثرت سے ٹوٹنا اس کا باعث ہوا - کیا ۴۸ گھنٹے کی

بارش پانی میں اِس قدر شدّت پیدا کر سکتی ہے کہ اُس کی روانی جیسے کہ دریافت ہُوا نصف گھنٹہ میں تیس میل ہو جاوے اور پھر اُس میں اِس قدر مُہیب اور دہشتناک آواز بھی ہو کہ ہزار دو ہزار توپیں بھی اگر ایک وقت چھوڑی جائیں تو اُن میں ایسی ہیبتناک تُند آواز نہ ہو جیسی کہ اُس وقت سُنی جاتی تھی۔ پھر وہ خطرناک شوریلا پن اُس طغیانی میں کتنی جلدی اور کہاں سے پیدا ہو گیا۔ حالانکہ آب رُودِ مُوسیٰ اور ایسا ہی دیگر تالابوں کا پانی ہمیشہ سے شیریں اور میٹھا تھا۔ یہ مانا کہ سیلاب بھی غیر معمولی تھا۔ اور تالابِ بلدہ بھی کثرت سے ٹُوٹے۔ لیکن یہ امر بھی مُسلّم ہے۔ کہ جِس پانی نے مضبُوط مکانات کی بُنیادیں ہلا دیں۔ وہ باہر سے مکانوں میں داخل نہیں ہُوا بلکہ وہ تو وہ پانی تھا جو چشموں کی طرح مکانوں کی تہ سے گچ شدہ فرشوں کو توڑ کر اُبل پڑا تھا۔ کیا اِس طرح زمین آسمان سے پانی کا آجانا ہُو بہُو اُس طُوفان کو یاد نہ دلاتا تھا کہ جِس کے فرو کرنے کے لئے خُداتعالیٰ نے زمین آسمان کو اِس طرح مخاطب کیا۔ یَا اَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقۡلِعِیۡ پ ۱۲ - ع ۴ - اے زمین اپنا پانی نِگل جا اور اے آسمان بس کر۔

ظلّ اللہ! خاکسار کی حیثیّت دربارِ ظلّ اللٰہی میں اِس نیاز نامہ کے ذریعہ ایک قاصد کی ہے۔ جو دراصل اُس **پیغام** کو اعلیٰحضرت تک پُہنچانا چاہتا ہے۔ جو خُدا کا مُرسل اہلِ دُنیا کی طرف اس حقیقی شہنشاہ کی طرف سے لایا۔ جِس کے شاہانِ زمانہ ادنٰے غُلام اور حلقہ بگوش ہیں ٭

ظلّ اللہ! قاصد تو بُہت حد تک قابلِ مُعافی سمجھے جاتے ہیں۔ اور وہ مجاز ہوتے ہیں۔ کہ اصل **پیغام** کو بے کم و کاست بلا تأمّل پُہنچادیں۔ اِس لئے اِس ہیچمیرز نے بھی اُن مروّجہ مراسم سے جن میں پڑکر ایک انسان اصلی مطالب ہاتھ سے ہی دے بیٹھتا ہے الگ ہوکر حقیقی مُدّعا عرض کرنے کی جسارت کی ہے اور نہایت ادب کے ساتھ خُدامِ حضرتِ والا سے یہ خاکسار اس اِستفسار کی اجازت چاہتا ہے۔ کہ یہ طوفان جو اپنی تباہی میں ہمرنگِ طُوفانِ نُوح تھا۔ اور یہ قہرِ الٰہی جو نافرمان قوموں کی تادیب کے لئے ہی اُترا کرتا ہے اُس کے حقیقی اسباب کیا تھے ٭

ظلّ اللہ! میرا یہ یقین ہے کہ ایسے خطرناک طوفان میں جو نمونۂ حشر تھا حضرت علیا کا بہ نفسِ نفیس معہ خاص اشخاص داعیانِ دولت اُس کے مُضرات سے محفُوظ رہنا اِس بات کا کافی ثبُوت ہے کہ

ذاتِ بابرکات میں ضرور وہ حسنات ہیں۔ جو نزولِ عذاب کے وقت غضبِ الٰہی کے مقابل سپر کا کام دیتے ہیں۔ اور ذاتِ والا ضرور اُن خصائلِ ستُودہ اور صفاتِ محمُودہ کا مجمُوعہ ہے۔ کہ کہ جو قہر الٰہی کے سامنے حرزِ جان ہو جاتے ہیں۔ اور یہ میرا لکھنا کوئی بیجا خُوشامد نہیں۔ طُوفان کے بعد ہی جو چشمۂ جود و احسان ذات والا سے جاری ہُوا اور جس طرح اِس فخرِ حاتم کی عنایات بیغایات نے حضرت ظلِ سُبحانی کو نافع النّاس ثابت کیا وہ اِس بات کا کامل ثبُوت ہے۔ کہ حضرتِ والا کا وجود باجود اس آیہ شریفہ کا مصداق ہے وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ترجمہ جو انسانوں کے نفع رساں ہوتے ہیں۔ وہ زمین پر دیر تک رکھے جاتے ہیں +

علاوہ ازیں ایک فرمانروا خُدا تعالیٰ کے حضُور صرف اسی قدر ذمہ دار ہے۔ کہ وہ رعایا کو ایک باامن اور پُر عدل حکُومت عطا کر دے۔ اور حیدر آباد میں ایسی حکومت کا ہونا ایک مُسلّم امر ہے لیکن وہ اسباب کیا تھے کہ جنھوں نے مہدئی وقت کی اس پیشگوئی کو پُورا کرنے کے لئے کہ

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا طوفان تمہاری آنکھوں کے سامنے آجاویگا" +

تمام مُلک ہند کو چھوڑ کر حیدر آباد کو چُن لیا جو ایک اسلامی شہر تھا؟

ظل اللہ! یہ خاکسار بلا خطرہ لومتہ لائم اس سوال کا جواب وہی دیگا۔ جو قرآن حمید نے ذیل کی آیت میں دیا ہے:۔

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا۔ سورۂ بنی اسرائیل۔ پ۱۵۔ ع۲۔ **ترجمہ**۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو تعمیل ارشاد کا حکم دیتے ہیں۔ وہ بجائے تعمیل احکام کے فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُن پر اتمام حجّت ہونے سے فرد جرم لگ جاتا ہے۔ تو بالآخر ہم اُن کو جڑھ سے اُکھاڑ پھینکتے ہیں؟ اس آیت شریف کے حسب حال اس طوفان کے محرّک وہی لوگ ہیں۔ جنھوں نے باوجودیکہ وہ ایک پُرامن اور باآسائش اسلامی سلطنت کے زیرِ سایہ تھے۔ مگر اُس کے عوض خدا تعالےٰ کی شکرگذاری نہ کی۔ یہ ایک **اسلامی حکومت** تھی۔ یہاں کی کچہریوں میں شرعی قانون کا نفاذ تھا۔ یہاں دین کی عزّت قائم کرنے کے لئے ہر طرح کے سامان نیک نہاد فرماں روائے وقت نے مُہیّا کر دئیے تھے۔ عالیشان مساجد بنی ہوئی تھیں۔ جلیل القدر عُلماء اور صوفی وظیفہ خوار اس لئے مقرر کئے گئے تھے۔ کہ اُن کی

صحبتیں لوگوں میں رجوع الی اللہ پیدا کریں۔ اہل علم جمع کئے گئے تھے۔ دینی کتب خانے کھولے گئے تھے۔ لیکن ان سب نفع بخش اسباب کا نتیجہ بالکل برعکس نکلا۔ وہی مساجد جو پانچ وقت مسلمانوں سے معمور ہونی چاہئے تھیں۔ ان کے گردونواح کو طوائف پیشہ فاحشہ عورتوں کے مکانات نے گھیر لیا۔ اور وہ مسلمانوں کی ذرّیت جن کی روحوں کی نجات اُن مساجد میں جانے پر منحصر تھی۔ وہ ان مساجد کے پاس سے تو گذرے لیکن بجائے اِس کے کہ وہ اُن دارالامنوں میں قدم رکھیں آنے والی ہلاکت اُنھیں اُن سیہ کاروں کے گھر میں لیگئی۔ جہاں خدا تعالےٰ کی عبادت کی بجائے اُنھوں نے رُوسیاہی حاصل کی جہاں اُن کے کان قرآن کریم کی آیات سُننے کے بجائے اُن کے فحش ترانوں پر جا لگے۔ وہ اسلامی شہر جہاں ہر قسم کی خوشی کے موقعے سُنّت نبوی پر ہونے چاہئے تھے۔ وہاں کی لازم و ملزوم اربابِ نشاط ٹھہریں۔ وہ محمّدی معمورہ جہاں احتسابِ عامہ کے لئے ایک شرعی محتسب بھی مقرر رہے۔ اُس کی شہرپناہ کے اردگرد خرابات خانے کھولے گئے۔ جو ایک نووارد کے لئے شہر میں

ؔ[1] بلدہ میں طوفان کی دست برد سے مساجد کا محفوظ رہنا اہل بصیرت کے لئے عجیب نشان ہے ۔ منہ

داخل ہونے سے پہلے بڑا حیرتناک منظر تھا۔ وہ مقدّس روضے
اور خانقاہیں جن کی زمین تلے بزرگانِ دین سو رہے تھے اُنکے
عُرس پر رنڈیوں کے ناچ کرائے گئے۔ اور وہاں شراب کا دوَر
چلایا گیا۔ جہاں پر ہر وضیع وشریف نے اپنی کردار و رفتار
سے سوسائٹی کا وہ نقشہ پیش کیا جس کا حدیثوں میں ذکر آیا
ہے۔ اور جس کا ذکر بطورِ اختصار اِس نیاز نامہ میں علاماتِ
مہدی کی بحث میں کر دیا گیا ہے۔ ایّامِ مُحرّم کا یہ احترام ہوُا کہ
ہندوؤں کی ہولیاں اس کے مقابل ہیچ ہوگئیں۔ ماہ مبارک
صیام کی یہ عزّت ہوئی کہ عین ماہ[1] رمضان میں ہی ایک اوّعائی
قومی لیڈر نے ایک واجب العزّت اسلامی جلسہ میں اہلِ اسلام
کے رُوبرو افطار سے پہلے اثناء تقریر میں اپنے مُنہ سے پیالی
لگائی اور دوسرے اُن کے بھائی نے اپنی چُرٹ سگار سے
مجلس کو دُھواں دھار کیا۔ لہذا وہ غیوُر خدا جس نے رمضان
کی حُرمت ہر ایک مسلمان پر فرض کر رکھّی تھی۔ اور جس نے
مُدّتوں اس اسلامی شہر میں مُسلمانوں کے ہاتھ سے ماہِ صیام
کو بے حُرمت ہوتے دیکھا۔ آخر کار یکم رمضان کو ہی ان

---

[1] دیکھو مخبر دکن مجریہ ۲۴ رمضان سنہ ۱۳۲۶ھ ۔

نافرمانوں پر ظاہر ہُوا۔ اُس نے پسند نہ کیا کہ یہ نافرمان قوم زیادہ دیر زندہ رہ کر رمضان شریف کی بیحُرمتی کرے۔ اُس نے اپنے بھیجے ہوئے نذیر کی خاطر جِس کی آواز حیدرآباد میں پُہنچکر وہاں کی ہنسی ٹھٹّھہ کا باعث ہوچُکی تھی۔ حیدرآباد میں وہی کیا جو اُس نے اِس طُوفانی واقعہ سے دو سال پہلے کہا تھا:۔

دُیکھ میں آسمان سے تیرے لئے برساؤنگا اور زمین سے نکالونگا۔ پر وہ جو تیری مخالفت کرتے ہیں پکڑے جاوینگے۔ صحن میں ندیاں چلینگی۔ سخت زلزلے آئینگے میں تجھے ایک عجیب طور پر عزّت دونگا۔ اور اسکے ساتھ دُنیا پر بڑا رُعب ڈالونگا"۔

چنانچہ اُس واحد قہار نے آسمان اور زمین سے پانی نکالا۔ اُس نے گھروں کے صحنوں میں ندیاں چلائیں۔ اُس نے اس آباد معمُورہ کو جو صدیوں سے شہرِ نظام ہو رہا تھا آن کی آن میں گور کر دکھایا۔ اور اِس طرح اُس کے وہ اِلفاظ پُورے ہوئے جو اُس نے اِس بلدہ کی تباہی کے مُتعلّق کچھ عرصہ پہلے بطور پیشگوئی اپنے مُلہم پر اِلقا کئے تھے:۔

دبدبۂ خسروی[1] ام شد بلند   زلزلہ در گورِ نظامی فگند

اس نے وہ سیلاب بھیجا جس سے کوئی کوشش کسی کو نہ بچا سکی۔

---

[1] یہ الہام آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو ہُوا۔ دیکھو ریویو آف ریلیجنز مجریہ ۱۹۰۸ء +

اور اِس طرح وہ کلام پاک لفظاً لفظاً پُورا ہُوا جو مسیحِ وقت نے بطورِ انذار اِس طُوفان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے، جو خبر دی وحیِ حق نے اُس سے دِل بیتاب ہے،
زلزلے سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے،
ہے سرِ رہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولا کریم نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے،
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اِس سَیل سے حیلے سب جاتے رہے اِک حضرتِ توّاب ہے،

ظلّ اللہ اُدُنیا میں ایک نذیر آیا اور دُنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خُدا تعالیٰ نے اپنے زور آور حملوں سے اُس کی سچّائی کو قائم کیا۔ اُس نے طاعون بھیجی۔ اُس نے زلازل بھیجے اُس نے آتش فشاں پہاڑ اُڑائے۔ اُس نے طُوفان اُٹھائے اُس نے خطرناک قحط بھیجے۔ پھر اُن میں سے کوئی مصیبت بھی ایسی نہیں کہ جس کی خبر پیش از وقت خدا تعالیٰ کے نذیر کی معرفت دُنیا کو نہ ملی ہو۔ دُنیا کو ہر ایک تکلیف سے پیش از وقت ڈرایا گیا لیکن دُنیا نے اُس کی قدر نہ کی۔ اور اُن کے اعمال ان پیشگوئیوں کے پُورا کرنے کی خُود ہی مُحرّک ہو گئے۔ اب کوئی سعید ہے جو غور کرے۔ کوئی آنکھ رکھتا ہے جو دیکھے کسی کے کان ہیں جو سُنے۔ آخر یہ امامِ وقت دُنیا کے لوگوں سے کیا مانگتا تھا۔ کوئی روپیہ کوئی پیسہ کوئی جاہ

کوئی عزّت کوئی رُتبہ۔ اُن میں سے تو کوئی چیز اُس کے پیشِ نظر نہ تھی۔ اور ہرگز نہ تھی۔ وہ تو کہتا ہے ؎

نمے باید مرا یک ذرّہ عزّت ہائے ایں دُنیا　　منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را
ہمہ خلق و جہاں خواہد برائے نفسِ خود عزّت　　خلافِ من کہ میخواہم براہِ یار ذلّت را

اُس نے صرف یہ چاہا کہ دُنیا فسق اور فجور سے پاک ہو جاوے اور اُس واحد لاشریک کی پرستار بن جاوے۔ کہ جس سے لوگوں نے مُنہ موڑ لیا تھا۔ وہ امن اور سلامتی کا شہزادہ تھا جو دُنیا میں **پیغامِ صلح** لایا تھا۔ اُس نے ہندو عیسائی اور مسلمانوں کے درمیان سے اختلاف مٹانا چاہا اور اُن کو شیر و شکر کرنے کے لئے وہ اُنھیں حقیقی مستقیم شاہ راہِ ہدایت دکھلا گیا۔ وہ ہندوؤں کے لئے **کرشن** اور عیسائیوں کے لئے **مسیح** اور مسلمانوں کے لئے **مہدی** و **مجدّد** ہو کر آیا۔ وہ شیدائے اسلام اور خادمِ قرآنِ کریم تھا۔ وہ سچّا جاں نثارِ محمدؐ اور حقیقی **غلامِ احمد** تھا۔ اسلام کی حالتِ زار نے اُسے رُلایا اور دین کی سقیم الحالی نے اُس کے دِل کو کباب کیا جیسے کہ اُس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

ہر زماں از بہرِ دیں در خوں دلِ من مے تپد　　محرمِ ایں دردِ ما جُز عالمِ اسرار نیست

آنچہ بر ما مے رود از غم کہ داند جز خُدا — زہر مے نوشیم لیکن زہرۂ گفتار نیست
ہر کسے غمخوار ئیے اہلِ اقارب مے کُند — اے دریغ ایں بیکسے را ہیچ کس غمخوار نیست

وہ چاہتا تھا کہ دُنیا اسلام کا پاک چہرہ دیکھے۔ وہ ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوُا جب اسلام طرح طرح کے فتن اور اندرونی و بیرونی حملوں سے چُور چُور ہو رہا تھا۔ **ولہ**

دینِ حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں — سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کُفر و کیں
ہر طرف کُفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید — دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

جب اُس کے دشمنوں نے سنان قلم سے ہر طرف اسلام پر حملے کئے تو وہ **سُلطان القلم** آخر نبرد آزمائی کے لئے مُخالفانِ دین کے مُقابل میدان میں اُترا۔ اُس نے مِلل باطلہ کے مُقابل اُردو میں فارسی میں عربی میں نظم میں نثر میں کتابیں لکھیں۔ خُدا تعالیٰ نے اُسے انگریزی میں ید طُولےٰ رکھنے والے خادم دئیے۔ اُس نے **تبلیغ اسلام** کو چار گوشۂ عالم میں بزبانِ انگریزی پُہنچایا۔ اُس کی تیز سحری دُعاؤں نے تلواریں بن کر خبیث دشمنانِ اسلام کو ہلاک کیا۔ ہندوستان میں لیکھرام اور امریکہ میں کاذب مُدّعیٔ نبوّت **ڈاکٹر ڈوئی** اُس کی تیرِ دُعا کا نشانہ بن کر ہلاک ہوُا۔ اور ہندوستان اور امریکہ اور یوروپ

ہیں اس مصدوق انسان کی دو زبردست پیشگوئیوں کو پورا کر کے اس کے دعاوی کی صداقت پر مہر لگا گیا۔ اس نے معارفِ قرآنی کا ایک دریا بہایا۔ اور اپنے دریائے کلام سے اس دہریت کی خشک ہوا کو بے اثر کیا جس نے علومِ جدیدہ اور فلسفۂ موجودہ سے پیدائش لیکر مسلمان نوتعلیم یافتوں کے دماغ چکرا دیئے تھے۔ وہ ایک مرتاض انسان زہد و تقوے کا بادشاہ تھا۔ اس نے صدہا نہیں ہزاروں انسانوں کو اتقا کا لباس پہنایا۔ اس نے نوجوانوں کے حیوانی جذبات کو ٹھنڈا کر کے اُنھیں جوانی میں پیرانہ سال بنایا۔ اس نے انگریزی خوان نوجوان اور ڈگری یافتہ آزاد خیالوں کو اس اباحتی زمانہ میں نہ صاحبِ صوم وصلوٰۃ و پابند شعار اسلام ہی کیا بلکہ اُن میں سے اکثروں کو تہجّد گزار مُتّقی بنایا ہے۔ کیا کوئی ہے! جو اُس کی نیک چلنی اُس کی امانت اُس کی دیانت اُس کی ریاضت اُس کے تقوے اُس کے تعبّد اُس کے تبحر علمی اُس کی بیعدیل خدمت اسلام اُس کی محبت شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اُس کا مقابلہ کر سکے؟ کون عالمِ دین ہے! جس نے صدہا نہیں ہزاروں روپیہ اپنی جیب سے دین کی خدمت میں خرچ کیئے؟ کون ہے وہ مولوی جس نے

دُنیا سے مُنہ موڑ کر خُدا کا دامن پکڑا؟ اور کون ہے وہ مُسلمان اہلِ قلم جس کی قلم گُل ادیانِ باطلہ کے مقابل چلی؟ کیا صدی کا سَر نہیں آگیا؟ کوئی صدی لے لو بکرمی ۔عیسوی ۔ہجری وہ مُجدّد کہاں ہے ۔جو اسلام میں ہر صدی کے سر پر ظاہر ہوتا ہے؟ کیا وہ تمام کی تمام علامتیں پیدا نہیں ہوگئیں ۔جو مہدی کے ظہُور سے پہلے اور پھر ایّامِ مہدی میں پُوری ہونی تھیں ۔اب اگر وہ پُوری ہوگئیں تو وہ مہدی کہاں ہے؟ کیا قوموں پر قومیں نہیں چڑھیں؟ کیا مری نہیں پڑی؟ کیا زلازل نہیں آئے؟ پھر کہاں ہے وہ مسیح جس کا آنا اِن واقعات کے ظہُور پر مُقدّر تھا؟ اگر یہ مُدّعی اپنے دعوے میں معاذاللہ صادق نہیں تو پھر سب وعدے غلط ۔سب آثار بے حقیقت ۔سب مُقدّس نوشتے بے معنے اور سب سے بڑھ منہاجِ نبُوّت بے اصل ۔پھر کیا یہ ایسا وقت نہیں آیا جب سخت ضرورت ایک مصلح کی تھی؟ پھر کیا اِن عذابوں سے پیش از وقت اُس نے مُلک کو نہیں ڈرایا؟ پھر کیا جس طرح اُس نے عذابوں کا نقشہ کھینچا اُسی طرح عذاب نازل نہیں ہوئے؟ کیا یہی شناخت ایک صادق مُدّعی کی نہیں ہوتی ۔اگر یہ نہیں تو پھر وہ کونسا منہاجِ نبُوّت

ہے۔ کہ جو ایک مُدّعی کے صدق وکذب کا معیار ہو سکے جو معیار
ماثورہ پسند خاطر ہو اُس سے اس مسیح ومہدی کو پرکھو اور
یاد رکھو کہ یہ مُدّعی مسیحیّت ہر طرح سچّا ہی نظر آویگا ٭

ظل اللہ

اب اگر اِن عذابوں کے بعد بھی خلق اللہ رُوبہ اصلاح
نہ ہو تو کس قدر حسرت اور رونے کا مقام ہے۔ اور مشکل تو
یہ ہے کہ ابھی عذاب الٰہی اختتام پر نہیں آتے۔ حضرت المسیح الموعود
کی تاریخ وصال سے پیوستہ دو سال گذشتہ میں مُتواتر آپ کو
خُدا تعالیٰ نے اطلاع دی کہ ابھی عذابِ الٰہی کا دروازہ کُھلا
رہیگا۔ ایک عذاب ختم نہ ہو گا کہ دوسرا عذاب آجاویگا۔ اور
یہ امر ظاہر ہے۔ کیونکہ زمانے نے ابھی وہ بدکرداریاں اور
بدعملیاں نہیں چھوڑیں۔ جو دراصل اِس عذاب کی مُحرّک ہیں
دل کُچھ ایسے سخت ہو رہے ہیں۔ کہ عذاب پر عذاب آرہا ہے اور
ابھی تک دلوں میں خشیت اور انابت کا نام تک پیدا نہیں
ہُوا۔ خُود اہالی حیدرآباد کو دیکھ لیا جاوے۔ گذشتہ طوفان
کو اُنھوں نے عذابِ الٰہی اور قہر خدا تو قرار دیا لیکن اُن میں بہت
کم ایسے بندے ہونگے جِنھوں نے اِس طوفان سے حقیقی فائدہ
حاصل کیا ہو ٭

ظلّ اللہ! یہ زمانہ نہایت ہی نازک زمانہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک مُرسل اور نذیر کا زمانہ ہے۔ یا اُس سے پیوستہ متعاقب زمانہ ہے۔ جو قسما قسم کے مصائب شدائد سے خالی نہیں ہؤا کرتا۔ نہ معلوم دُنیا نے ابھی کیا کچھ دیکھنا ہے اور کیا کیا تباہی اُس کے لئے مُقدّر ہے۔ جب وہ تمام کے تمام عذاب دنیا پر وارد ہوگئے جن کے مُتعلّق پیش از وقت اُس نذیر نے اطلاع دی تھی۔ تو کیوں وہ عذاب ٹلیں گے۔ جن کے مُتعلّق اِسکی ابھی پیشگوئیاں پُوری ہونی باقی ہیں۔ ہاں ان سے نجات کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ وہ ہے جو اسے ہر عذاب کی اطلاع پر بآیتِ ذیل الہام ہؤا۔ وھو ھذا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ پ۱۳ ع

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالتِ عذاب کو نہیں بدلتا جبتک وہ پہلے خود اپنی حالت نہ بدل لے

یعنی جب تک اہل دُنیا اپنے اندر سچّی تبدیلی پیدا کر کے رُو بہ اصلاح نہ ہو جاوینگے۔ تب تک اُن پر سے عذاب الٰہی نہ ٹلیگا۔ جو گذشتہ عذاب سے کسی مصلحت کے باعث بچ گیا۔ وہ اگر رو بخُدا نہ ہؤا۔ تو کسی آنے والے عذاب میں گرفتار ہوگا ہاں امن میں وہی رہیگا جو خُدا کا ہو کر رہیگا ✣

ظلّ اللہ! کیا بلدہ کی یہ سیلابی تباہی ایک اہلِ نظر کے لئے کچھ کم سبق تھا۔ بہتر تو تھا کہ اُس کے بعد لوگ خشیّت و انابت اختیار کر کے رُو بخُدا ہو جاتے۔ لیکن بدبختی سے دہرّیت اور مادّہ پرستی نے لوگوں کے عقائد اور خیالات کو اِس قدر تباہ کر رکھا ہے۔ کہ ہر ایک حادثہ اتفاقات پر محمُول کیا جا کر تھوڑی مُدّت میں بُھلا دیا جاتا ہے۔ لیکن جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا ہے یہ جو کُچھ ہو رہا ہے۔ ایک نذیر کے انذار کے ماتحت ہو رہا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں کہ اِنسانوں کا کسی حادثہ کو بُھلا دینا مشیّت ایزدی کو ملیا میٹ کر دے۔ اللہ تعالےٰ کے زور آور حملے یکے بعد دیگر ہو رہے ہیں۔ اور وہ ہوتے رہینگے۔ جب تک دُنیا میں وہ طہارت پیدا نہ ہولے جو خُدا کے علم میں ہے۔ مقامِ غور ہے کہ تباہی بلدہ کا حادثہ ابھی پیشِ نظر ہی ہو گا کہ وابستگانِ دولت علیا کو گُذشتہ ماہ اور دردناک حادثہ نے تکلیف دی۔ ۲۶۔ اپریل گذشتہ کو علیگڈھ کالج میں نظام میوزیم کا وقفِ صاعقہ ہو جانا کیا یہ امر ثابت نہیں کرتا کہ دولت آصفیہ کو ابھی کسی خاص تمحیص کی ضرورت ہے۔ سُنا گیا ہے کہ اُس رات بجلی کئی منٹ تک

کالج کی عمارت پر کوندتی رہی - وہ بار بار میوزیم کی طرف آتی اور پھر واپس ہو جاتی - حتّٰے کہ سب طلبا اور دیگر اہالیانِ کالج اُس مقام سے بہت دُور چلے گئے - پھر بجلی آئی اور آن کی آن میں کُتب خانہ میوزیم کو راکھ بنا گئی - کیا یہ بھی اتّفاقیہ امر ہے کہ بجلی تو کُل کالج پر آئے اور تباہی کے لئے کالج میں آصفیّہ یادگار کو جلائے - یہ حادثہ فی الواقع دردناک حادثہ ہے - اور وابستگانِ دولتِ عُظمٰے کے لئے فی التحقیق موقع استفادہ کا ہے - فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَار ؞

ظلّ اللہ! ہر چہ بر ماست از ماست - خُدا تعالیٰ کے مُرسل تو ایسے ہی زمانہ میں آتے ہیں جو پُر از ضلالت ہوتا ہے - کیونکہ دُنیا کی تاریکی ہی خُدا کے نُور کو اپنی طرف کھینچتی ہے لیکن چونکہ اُن کے پاک نفُوس اپنا کام کامل طور پر نہیں کر سکتے - جب تک دُنیا سے گمرہی دُور نہ ہو جاوے - اِس لئے اُن کا پہلا مشن ایک نذیر کا مشن ہوتا ہے - لیکن در حقیقت وہ دُنیا کے لئے بشیر ہو کر آتے ہیں - وہ دُنیا میں سچّی راحت اور امن پھیلانا چاہتے ہیں - اور اُن کے جانے پر آہستہ آہستہ دُنیا میں ہر طرح کی خیر و برکت قائم ہو جاتی ہے - وہ دُنیا

میں ایک نئی عالیشان عمارت بنانے آتے ہیں لیکن اس عمارت کے لئے ضروری ہے۔ کہ قدیمی خراب شدہ عمارت کو ڈھاکر زمین کو اُس کے ردّی ملبہ سے پہلے صاف کر دیا جاوے۔ کسی نبی۔ کسی پیغمبر کسی ربّانی ریفارمر کے سوانح دیکھ لئے جاویں۔ ان سب میں یہی ایک امر نظر آویگا۔ کہ جہاں یہ مُقدّس انسان موجودہ نسلوں میں بعض کے لئے نذیر ہوتے ہیں۔ وہاں یہ لوگ اپنی نسل کے لئے بعض حالتوں میں اور آئندہ نسلوں کیلئے عموماً بشیر ہو جاتے ہیں۔ اُسی سُنّت اللہ کے مطابق جہاں یہ مُجدّدِ وقت دُنیا کے لئے نذیر ہو کر آیا۔ وہاں یہ **امامِ ربّانی** اسلام کے لئے بشیر ہے + ازل سے یہ مُقدّر تھا کہ جس وقت اسلام بہمہ نوع رو بہ تنزل ہو جاویگا۔ مسکینی اور مذلّت ہر طرح سے اُسکے پیروؤں پر غالب آجاویگی۔ اسلامی سلطنتوں میں سے بعض تو مٹ جاوینگی۔ اور بعض میں کامل ضُعف کے آثار پیدا ہو جاوینگے جب مسلمانوں کے پاس عموماً نہ دولت ہوگی نہ عزّت۔ نہ اُن کے پاس تقوٰے ہوگا نہ طہارت۔ اور وہ ایمان جو ہر ایک کے لئے مایۂ ناز ہو سکتا ہے۔ وہ ایمان بھی زمین سے اُٹھ کر ثریا کو چلا جاویگا اُس وقت ایک **فارسی الاصل** حارث مہدی اور مسیح ہو کر

ظہور کریگا۔ وہ ایمان کو ثریّا سے زمین پر لاویگا۔ اُس کے انفاس کی برکت اور اُس کی سحری دُعاوں کی قبولیتِ اسلام کی عزّت ازسرِنو قائم کریگی۔ اسلام کی گئی ہوئی شوکت ازسرِنو پیدا ہونے لگیگی۔ اور آخرکار اِسلام اُس طاقت کو پائیگا۔ جس کا وہ حقیقی طور پر خدا کی جناب میں مُستحق ہے۔ آج سے چالیس برس پہلے کا زمانہ مُلاحظہ کیا جاوے تو یہ امر نظر آجاویگا کہ یہ وہی زمانہ تھا جِس کا ذکر آثارِ قدیمہ میں تھا یعنے جب اسلام قعرِ مذلّت میں کامل طور پر جا چُکا تھا۔ بڑی بڑی اسلامی سلطنتیں مٹ چُکی تھیں۔ باقی ماندہ سلطنتیں اُس وقت شبے ماند شبے دیگرنمے ماند کا مصداق تھیں۔ نہ ریاست تھی نہ امارت۔ نہ علم تھا نہ فضیلت۔ رُوحانیت کا یہ حال کہ عُلماءِ دین اور حقیقی اہلِ ولایت دُنیا سے رُخصت ہوچُکے تھے۔ آسمانِ معرفت کے ستارے یکے بعد دیگرے ماند ہونے لگ گئے۔ اسلام کُل مذاہبِ دیگرہ کے حملوں کا ہدف ہوچکا تھا۔ ڈیڑھ لاکھ سے اوپر محمدؐ صلعم کے نام لیوا اِسی مُلکِ ہند میں نُصرانیت کا جامہ پہن کر دشمنِ محمدؐ ہوچُکے تھے ہمسایہ قوموں نے کیا ہند میں اور کیا ہند کے باہر مُصمّم ارادہ کرلیا تھا کہ

اِس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاوے۔ ایسی بیکسی اور بے یاری کے وقت خدائے اسلام نے اپنی قوم پر رحم کیا۔ اور اُس نے اس نازک حالت میں اپنے بندہ کو مبعوث کر کے بالفاظِ ذیل مخاطب کیا:-

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر مینار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا۔ اور تیری ساری مُرادیں تجھے دیگا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کریگا۔ اس نشان کا مُدّعا یہ ہے۔ کہ قرآن شریف خدا کی کتاب ہے۔ اور میرے منہ کی باتیں ہیں"

یہ خُدا کے اِلفاظ ہیں جو سنہ ۱۸۸۰ء کے قریب مسیح موعُود پر خُدا کی طرف سے اِلہاماً اِلقا ہوئے۔ اب اگر سنہ ۱۸۸۰ء کے بعد کا زمانہ اور اسلامی تاریخ دیکھی جاوے تو حضرت ظلِّ سُبحانی پر روشن ہو جاویگا۔ کہ اُس تاریخ کے بعد محمّدیوں کا قدم قعرِ مذلّت سے نکل کر عزّت کے منار بلند کی طرف اُٹھ کھڑا ہُوا۔ نبیوں کے سردار محمّد مصطفٰے کے نام لیوؤں کے کام درست ہونے شروع ہو گئے۔ اور اُن کی مُرادوں کے دن بھی قریب آ گئے۔ آج افغانستان وہ افغانستان نہیں جو سنہ ۱۸۸۰ء کے اِردگرد تھا۔ کہاں ایک مفرور امیر بے یار و مددگار ہمارے فرمانروائے تاجِ برطانیہ کی طفیل دولتِ خداداد کو پاتا ہے۔ کہاں اس کا بیٹا آج بادشاہانِ

وقت کی فہرست میں داخل کیا جاتا ہے۔ کہاں وہ سلطنتِ عثمانیہ
جو ۱۸۷۸ء میں یقیناً روئے زمین سے مٹ جاتی۔ اگر سردار
انبیا علیہ الف الف صلوٰۃ کی ایک پیشگوئی مندرجۂ مُسلم کے
مطابق ہماری سلطنتِ انگلشیہ جنگ کریمیا کے بعد اور ایسا
ہی اِس وقت اُس کی مدد کو نہ آتی۔ اور کہاں وہ یُورپ کا
بیمار آدمی جِس کی بیماری بظاہر یوروپ کی نگاہ میں لاعلاج
ہو چُکی تھی آج یک لخت تندرست اور توانا ہوگیا۔ وہی
ایرانی جو افیون اور توہمات پر دین و دُنیا کو بیچ کھائے
ہوئے تھے۔ آخر خوابِ غفلت سے اُٹھے اور اُنھوں نے
امامِ وقت کی ایک پیشگوئی کے مطابق قصرِ کسریٰ کو ہلاکر
حقیقی ترقّی کی طرف قدم بڑھایا۔ ۱۸۸۰ء کے قریب جو مصر
تھا۔ اور جِس کے معاملہ میں ازراہِ ترحُّم گورنمنٹ انگریزی نے
اُس وقت دخل دیا۔ وہ آج اطمینان بخش حالت کی طرف قدم
مار رہا ہے۔ ۱۸۸۰ء سے پہلے یہاں ہندوستانی مسلمانوں نے
بھی مسکنت اور ذلّت کا انتہائے مقام دیکھ لیا۔ لیکن آخر مُحسن
گورنمنٹ انگلشیہ کی طفیل یہاں کے مسلمانوں نے بھی چوتھائی
حصّہ صدی سے خوابِ غفلت کو چھوڑ کر ترقّی کے بلند منار کی

طرف قدم بڑھایا۔ اور اب کُچھ کُچھ زندگی کے آثار ہم میں پیدا ہونے لگ گئے۔ ارتداد کی خطرناک رو جو آج سے تیس سال پہلے تیز چل رہی تھی آخر کار بہت حد تک رُک گئی۔ نصرانیت جس کا غلبہ ظہورِ مسیح تک مُقدّر تھا۔ اُس میں خُود بخُود ضُعف کے آثار پیدا ہو گئے۔ اسلام کے قلمی دشمن آہستہ آہستہ بہت حد تک زیر ہو گئے۔ الغرض اگر اُس وقت کی اسلامی حالت کا جب مذکورہ بالا الہام نازل ہُوا موجودہ حالت سے مقابلہ کیا جاوے تو مَیں عرض کرونگا۔ کہ اس الہام کے کامل طور پر پُورا ہونے کے دن اب قریب ہیں۔ کوئی شخص یہ مانے یا نہ مانے کہ یہ ترقّی جو اسلام نے کُل دُنیا میں گذشتہ پچیس تیس سال کے اندر کی۔ اس کو مسیحِ وقت کی آمد سے کیا تعلّق ہے۔ لیکن کیا اس سے بھی انکار ہو سکتا۔ کہ مذکورہ بالا الہام جب ہُوا اُس وقت اسلام ذلّت کے انتہائی نکتہ پر تھا۔ مگر اُس الہام میں ترقّی اور ایسا ہی شوکت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ اُس کے بعد ہی قدم اسلام ترقّی کے منارہ کی طرف بڑھا۔ الغرض خدا کا مسیح جو کُل دُنیا کے لئے نذیر ہو کر آیا وہ اسلام کے لئے فی الحقیقت بشیر تھا بشرطیکہ آج کل کے مسلمان اُس اسلام کو قبُول کریں جو خدا کے نزدیک حقیقی اسلام ہے۔

ظلّ اللہ! اِس چودھویں صدی کے نذیر اور بشیر امام کو ۱۸۹۱ء کے قریب ایک اور مُنذر اور مُبشّر الہام ہوا تھا جس کا پہلا حصّہ تو علی التواتر اُس کی زندگی میں پُورا ہوتا رہا۔ اور وہ یہ ہے:-

انی مهین من اراد اهانتك وانی معین من اراد اعانتك

ترجمہ - خدا فرماتا ہے کہ میں اس کی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔ اور میں اس کی اعانت کرونگا جو تیری اعانت کا ارادہ کریگا۔

آپ کی بعثت سے آپ کے وصال تک صدہا مُکذّب آپ کے مقابل اُٹھے جنھوں نے آپ کی توہین پر کمر باندھی لیکن خُدا تعالیٰ نے اُنھیں ذلیل و خوار کیا جو آپ کے مُقابل آیا ہلاک ہُوا۔ جس رنگ میں کسی نے آپ کی ذلّت کا ارادہ کیا۔ اُسی طرح کی ذلّت اُسے نصیب ہوئی۔ آپ کے مُکفّرین یکے بعد دیگرے قریباً کُل کے کُل دُنیا سے اُٹھائے گئے۔ الغرض الہام کا پہلا حصّہ بہرنوع پورا ہُوا۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اُس کا دوسرا حصّہ بھی اُسی طرح پُورا ہوگا۔ اور درحقیقت اُس کے پورے ہونے کا وقت اب آگیا ہے۔ آج تک تو کُل کوششیں قدیمی عمارات ضلالت کے مُنہدم کرنے میں خرچ ہوتی تھیں نئی عمارت تو آخر بعد میں ہی بننی تھی۔ سو یہ خُدا تعالیٰ کا وعدہ

ہے کہ جو کوئی اس امامِ وقت کو قبول کریگا اور اُس کی اعانت کریگا۔ خُداتعالیٰ اُس کا حافظ و ناصر ہوگا۔ اور خُود خدا اُسکے تمام مُہمّات دینی و دُنیوی میں اُس کا مُعین و ناصر ہوگا۔ اس امامِ وقت کی اعانت کیا ہے۔ اس کے مشن کو دُنیا میں پھیلایا جاوے۔ اس کا مشن کیا ہے؟ وہ وہی مشن ہے جو اُس کے آقا اس کے مخدُوم اس کے متبُوع اس کے مطاع و مطلُوب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کا مشن تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ دُنیا قبُول کرے۔ کہ قرآن شریف خُدا کی کتاب اور اُس کے مُنہ بولے الفاظ ہیں۔ خُداتعالیٰ کی توحید دُنیا میں پھیلائی جاوے اور شرک کو دُنیا سے اُٹھایا جاوے۔ مغربی دُنیا میں تختِ اُلوہیت سے ایک آدم زاد کو اُتارا جاوے۔ اور مشرقی دُنیا میں فاسد عقائد کے بُتوں کو اونچی جگھوں سے گرایا جاوے۔ خُدا کا بھیجا ہوُا مذہب اسلام کُل دُنیا میں پھیلے۔ اور قرآن کا حقیقی چہرہ کُل اہلِ دُنیا دیکھے۔ اور وہ معصُوم نبیؐ جو حقیقی طور پر کُل بنی نوع کا محُسن و مُربّی تھا۔ اور جس پر بد بخت دُنیا نے طرح طرح کے الزام تراشے اس کی حقیقی عزّت دنیا میں قائم ہو۔ الغرض مسیح موعود کے

مشن کا خلاصہ آپ کے ایک شعر میں اس طرح بیان ہوا ہے۔
جانم فدا شود برہِ دینِ مصطفےٰ ‏ ‏ این است کامِ دل اگر آید میسّرم
ظل اللہ! یہ مشن ہے جو خُدا کا مسیح دُنیا میں لایا۔ اور یہ وہ خدمت ہے جو اپنے وصال پر وہ اپنی جماعت کے سپرد کر گیا۔ یہی وہ کام ہے جس میں ہم محتاج اعانت ہیں۔ اور یہی امر ہے جس میں اعانت کُنندہ کا مُعین خُود خدا ہو گا۔ جیسے کہ اُس نے الہام کیا ہے۔ انی معین من اراد اعانتک ؛
ظل اللہ! میرا یہ کہنا کوئی بیجا نہ ہو گا کہ صرف جناب مسیح موعود اور اُس کے بعد اُس کی ہی ایک جماعت ہے۔ جو مذہبی رنگ میں اِس وقت اِسلام کی سچّی جاں نثار خادم ہے۔ مذہبی دُنیا میں صرف ہمارا اور پھر میں عرض کرتا ہوں کہ صرف ہمارا ہی قلم ہے جس کا لوہا دُنیا نے مانا ہے۔ جناب مسیح نے ہی ہم کو وہ اصُول بتلائے ہیں کہ جن سے اسلام کُل ادیانِ باطلہ کا مقابلہ کر کے اُن پر غالب آ سکتا ہے۔ ہمارے ہی مُعتقدات اور مُسلّمات اِس قسم کے ہیں۔ کہ جن سے اسلام کے مُقابل پادریوں کے کُل کٹے ہیں اُن کے طریق مناظرہ اور اُن کے تمام موضوعات پر پانی پھر گیا۔ وہ ہماری ہی جماعت

ہے کہ جن کا نام سُنتے ہی عیسائی مُنّاد کان کتراتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود نے ہی ایک جدید علم کلام دُنیا کو عطا کیا ہے۔ کہ جس کے معیار پر قرآن حمید کے ماسوا کسی اور قوم اور مذہب کی کتاب مُقدّسہ مکمّل الہام نہیں کہلا سکتی۔
احمدی جماعت ہی خُدا کے فضل و کرم سے وہ جماعت ہے، کہ جس کو ایک سچّا جوش اسلام کی اشاعت کا دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس مُلک ہندوستان میں مختلف اسلامی انجمنیں بنیں اور موجود ہیں کہ جنھوں نے اپنے اہم فرائض میں حمایت و تبلیغ اسلام کو بھی ایک ضروری فرض قرار دیا ہُوا ہے۔ لیکن ان انجمنوں کی توجہ اُس طرف کبھی نہ ہوئی۔ آڑے وقت پر۔ اندرونی بیرونی حملوں کے مقابل اگر کوئی کام آئے تو احمدی افراد ہی کام آئے۔
مذہبی کانفرنسوں[1] اور جلسہ ہائے مذاہب میں اسلام کی شوکت احمدی قلم و زبان کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔ کیونکہ ہم نے اپنے امام پاک کے ہاتھ پر دین کو دُنیا پر مُقدّم کرنے کا اقرار کیا ہے۔ اور ہماری دُعا ہے کہ خُدا تعالیٰ ہمیں اس اقرار کو پُورا کرنے کی توفیق دے۔ کیا یہ لاف گزاف اور تعلّی ہے

[1] دیکھو رپورٹ جلسہ مذاہب لاہور منعقدہ ۱۸۹۶ء۔ مذہبی کانفرنس لاہور ۱۹۰۷ء۔ ریلیجنس کونونشن منعقدہ کلکتہ ۱۹۰۹ء +

یا یہ حقیقی واقعات ہیں۔ اس کا فیصلہ صرف دو لفظوں میں ہو جاتا ہے۔ گذشتہ تیں چالیس سال کے اندر جس قدر حملے مختلف اقوام و مذاہب کی طرف سے اسلام پر ہوئے۔ اُن کی تردید و مدافعت اگر بحیثیت مجموعی مل سکتی ہے۔ تو وہ صرف ہمارے لٹریچر میں ہی مل سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ فرداً فرداً کسی نہ کسی اور بزرگ نے بھی کسی خاص مذہب یا فرقہ کے برخلاف کچھ لکھا ہو لیکن اگر کُل مذاہب باطلہ اور عقائدہ فاسدہ کی تردید میں۔ اور ایسا ہی فرادیٰ فرادیٰ اُن کے مقابل اسلام و قرآن کی صداقت قائم کرنے میں اگر کسی تنِ واحد نے اپنے قلم و زبان سے کامیابی کے ساتھ کام لیا۔ اور اِس معاملہ میں بمقتضائے وقت سیر کُن بحثیں کیں اور کتابیں لکھیں تو تیرہ سو برس میں اپنے متبوع و مطاع حضرت خیر الرّسل خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰة والتحیاة کے بعد صرف یہ امامِ ہمام علیہ السلام ہی ہے۔ کہ جو اس چودھویں صدی میں منصب مہدویّت و مسیحیّت پر مبعُوث ہوا۔ اگر کسی کے علم میں اگر کوئی اور متکلّم ہو تو اُس کا نام لیا جاوے۔ یہ درست ہے کہ ہمیشہ وقتاً فوقتاً اسلام میں خُدا تعالیٰ نے حضرات مُتکلّمین رحمہم اللہ پیدا کئے۔

لیکن ان بزرگانِ دین کے سامنے ہمیشہ ایک فرقۂ باطلہ یا ایک عقیدۂ فاسدہ تھا۔ اور اسی لئے ہم اُن کے کلامِ پاک میں زیادہ تر ایک فرقہ یا عقیدہ کا رد دیکھتے ہیں۔ مثلاً جب فلسفۂ یونان کے غلط اصولوں نے اسلام کے برخلاف بدتاثیرات پھیلائیں تو اُن کے ازالہ کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا۔ جب اُس زبردست امام کے بعد عام طور پر مسلمان خالص فلسفی طبع ہو کر حقیقی معرفت اسلامی سے الگ ہونے لگے تو اُسکے علاج کیلئے حضرت حق سُبحانہٗ نے صوفیوں کے سرتاج حضرت شیخ عبدُالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبعوث کیا۔ اُسی طرح تشیّع کے خاص مفاسد کے انسداد کے لئے حضرت مُجدّد الف ثانی سرہندی مامُور ہو کر افغانستان سے ہندوستان تشریف لائے۔ الغرض یہ سب بزرگ مُجدّدانِ اسلام تھے جو وقتاً فوقتاً خاص مرض یا مفسدہ روحانی کے علاج کے لئے راس مائتہ والی حدیث کے وعدہ کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ اور چونکہ اُن کے سامنے صرف ایک ہی مفسدہ ہوتا تھا۔ اِس لئے اُن کی توجہ اور ہمّت اسی ایک کام کی طرف رہتی تھی۔ ہاں اللہ تعالےٰ

کے علم میں ایک زمانہ آنیوالا تھا۔ جس کا اُسنے قرآن کریم میں بھی اشارہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا (سورہ کہف ع) یعنے جبکہ خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ نے کُل متفرق دُنیا کو بعض اسباب مثلاً ریل ڈاک وتار کے ذریعہ ایک مُلک یا شہر کی طرح بناکر تمام مذاہب کو ایک جگہ جمع کر دینا تھا۔ جس وقت ملل مُختلفہ کی متضاد لہروں نے ایک دوسرے کے مقابل موج زن ہوکر ایک مذہب نے دوسرے پر یورش کرنی تھی۔ اور ایسا ہی بفحوائے آیہ کریمہ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا۔ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۙ (سورہ صفت) جب مختلف مُدّعیانِ ذکر یعنے حامیانِ مذاہبِ مختلفہ نے صف بصف امن کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہوکر اپنے اپنے عقائد کی وکالت کرنی تھی۔ جس کا نظارہ آجکل کے جلسہائے مذاہب میں نظر آتا ہے۔ ایسے وقت میں ضروری تھا کہ وہ حقیقی حافظ قرآن جس نے ہر صدی کے سر پر مُجدّد بھیج کر اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ پُورا کیا۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ کے ماتحت توحید الٰہی قائم کرنے کے لئے ظلّی طور پر کوئی حافظِ قرآن بھیجے۔ خصوصاً جبکہ فوق العادۃ غلبۂ نصرانیت نے توحید کی بیخ وبن کو بظاہر ہلادیا ہُوا تھا +

ظلّ اللہ! یہ ہمارا ہی زمانہ ہے۔ جس کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے آجکل ہی کُل مذاہب ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں۔ اِس وقت ہی اُن کی مُتضاد لہریں ایک دوسرے سے ٹکرا رہی ہیں۔ اِن دنوں ہی نصرانیت نے کُل دُنیا میں پھیل کر توحید کے مقابلے سرتوڑ کوشش شروع کی ہے۔ اِس وقت ہی خطرناک قلمی جنگ کُل مذاہب میں ہو رہا ہے۔ لہٰذا ایسے ہی وقت میں اس سُلطان القلم کی ضرورت ہے۔ جو خُدا تعالیٰ سے براہِ راست علم پاکر سب مذاہب کے مقابل ایک کارگُن حربہ چلائے۔ اس لئے آنے والے مسیح کے مُتعلّق حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ اُس کا ظہور غلبۂ نصرانیت کے وقت ہو گا۔ اور اُس کے ظہور کے ساتھ مِلِ باطلہ ہلاکت کی صُورت دیکھیں گی (تہلك الملل کلّہا) اور اسی واسطے کُل مُفسّرین نے لیظہرہ علی الدین کُلّہ کا مصداق بھی مسیح کو ٹھہرایا ہے۔

ظلّ اللہ! اِن احادیث نبوی اور اس آیۂ قرآنی نے ایک طرح مسیح کے مکان و زمان اور اُس کی شخصیت کا بھی قطعی اور بیّن فیصلہ کر دیا ہے۔ یعنے مسیح موعُود کا زمانہ وہ ہو گا جب غلبۂ نصرانیت کے علاوہ کُل مذاہب میں ایک دوسرے کے برخلاف جنگ و جدال ہو گا وہ وہاں پیدا ہو گا جہاں یہ سب کے سب مذاہب جمع ہو کر

ایک دوسرے کو معدوم کرنے کی کوشش میں لگ جاوینگے۔ اور وارث عہدۂ مسیحیّت وہ اِنسان ہوگا جو اپنی تصنیف و کلام میں تمام مذاہب باطلہ کی بیخکنی اور ہلاکت کے مضبوط اصول قائم کردیگا۔ اور جس کی تصنیف کُل مِلل وغیرہ کی تردید پر حاوی ہوگی۔ اِن تین معیاروں کے ساتھ اگر ہم اعلیحضرت جناب **مرزا** صاحب قدس اللہ سرہٗ کے دعوئے مسیحیّت پر غور کریں تو ہم کو بجز تسلیم کے اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ آپ ایسے وقت پیدا ہوئے کہ جب نصرانیت کُل دُنیا پر کثرت سے پھیل گئی آپ کا ظہور ایسے وقت ہوا کہ جب کُل مذاہب ومِلَل میں ایک قسم کی تموّج پیدا ہوگئی۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اُٹھالئے۔ آپ ایسے مُلک میں پیدا ہوئے۔ جو اس وقت کُل مِلل دُنیا کا تموّج گاہ ہے۔ کیونکہ تمام کی تمام دُنیا کے بالمقابل صرف ہندوستان اور پھر ہندوستان میں بھی خصوصاً پنجاب ہی ایک علاقہ ہے۔ جہاں خطرناک جنگ مذاہب کی ہورہی ہے۔ اور باقی کُل دُنیا اِس نظّارہ سے خالی ہے۔ اور پھر اُن کا مُولد وہ مقام ہے کہ جِس کی قرب کو عیسائی پادریوں نے ایک وقت دیسی مشن کا دارُالخلافہ بنایا۔ کیونکہ بٹالہ وہ جگہ

ہے۔ جہاں کُل ہندوستان سے بچّے جمع کر کے عیسائیت کی تعلیم
کے لئے ایک وقت بھیجے جاتے تھے۔ آپ نے ایسی جگہ میں اور
ایسے وقت میں جو مسیح کے لئے خاص تھا مبعوث ہو کر وہی
کام کیا جو مسیح کے لئے موعود تھا۔ آپ نے اپنی تصانیف میں
جو تعداد میں ۸۲ کے قریب ہیں عیسائیت سکھ ازم۔ برہمو مذہب
فری تھنکر۔ دہریت۔ آریہ سماج۔ سناتن دھرم میٹریلزم۔ سوفسطائی۔
فلسفۂ جدید اور ایسا ہی مختلف فرقہائے اسلام کی تعلیمات میں
سے غلط حصّۂ تعلیم کی تردید و تنقید کی۔ اور اُن سب ملل کے مقابل
ایسے زبردست اصول اور گُر قائم کئے۔ کہ جن کے مقابل کوئی
مذہب نہیں ٹک سکتا۔ اور اُن سب پر حقانیّتِ اسلام ظاہر
کی۔ اب اگر اِس مُدّعی مسیحیّت کے دعوے پر ہم ایمان نہ لاویں تو
پھر اِن تین خصوصیتوں کا جامع اِنسان کوئی دوسرا دکھلایا
جاوے اور یہ یاد رہے۔ کہ وہ آنے والا مسیح باتّفاقِ اُمّتِ مرحومہ
ایک مُجدّد ہونا ہے۔ کہ جس نے صدی کے سر پر ظہور پکڑنا ہے۔ اور
صدی کا سر گذر چکا ہے در اصل چودھویں صدی کا مجدّد اور مسیح
اور موعود وہی پاک انسان ہے۔ کہ جس کا نام خدا تعالیٰ نے
مرزا غلام احمد قادیانی رکھا ہے۔ کہ جس کا اعداد جمل ۱۳۰۰

ہیں۔ یعنے وہ تیرھویں صدی کے خاتمہ اور چودھویں صدی کے آغاز میں ظہور پذیر ہوگا۔

ظل اللہ! اُس مُطہّر انسان کی تعلیم اور اُس کے پاک نفوس کی برکات سے دُنیا اپنے فاسد عقائد اور باطل مُسلّمات کو چھوڑ رہی ہے۔ اور کسی سچّے مذہب کی تلاش میں اُن کی آنکھیں ادھر اُدھر بھٹک رہی ہیں۔ اُنھوں نے اسلام اور قرآن کو ناآشناؤں یا غلط بیان معاندوں کے قلم و زبان سے دیکھا اور سُنا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ قرآن کریم اور اُس کے مطالب عُمدہ اور فصیح زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر کُل انگریزی بولنے والی دُنیا میں پھیلائے جاویں۔ کیونکہ انگریزی زبان ہی ایک طرح اِس وقت کُل دُنیا کی مشترک زبان ہو رہی ہے۔ اور خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ کہ اُس نے ہم میں ایسے بزرگ پیدا کر دئیے ہیں۔ کہ جو زبان[1] انگریزی اور عربی میں ید طولےٰ رکھتے ہیں۔ اور جنھوں نے ارادہ کر لیا

[1] حضرت قبلہ مولوی محمّد علیؓ صاحب مدظلہ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اُن نوجوان فدائیان اسلام میں سے ہیں کہ جنھوں نے عملاً دین کو دُنیا پر مقدم کر کے دکھلایا۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں آرٹس اور قانون کی اعلےٰ ڈگریاں حاصل کرنے کے علاوہ علم ریاضی میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ اعلےٰ سے اعلےٰ ترقی جو گورنمنٹ کے ماتحت ایک دیسی کر سکتا ہے۔ آپ کے سامنے تھی لیکن آپ نے دنیا سے مُنہ موڑ کر حضرت مسیح کی آستانہ نشینی اختیار کی۔ اور آپ کے ارشاد سے مولوی صاحب ممدوح نے وہ بے نظیر رسالہ موسومہ ریویو اوف ریلیجنز نکالا کہ جس کی دھاک انگریزی بولنے والی دنیا میں

ہے۔کہ قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی زبان میں گل روئے زمین پر پھیلایا جاوے۔اور جو گذشتہ چند سالوں سے انگریزی زبان میں اسلام کی **تبلیغ** کر رہے ہیں۔اس وقت ضرورت ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

بندھی ہوئی ہے۔آپ کو خدا تعالےٰ نے زبان انگریزی میں وہ ملکہ عطا کیا کہ آپ کی تحریر پر یوروپین مصنّفین نے بھی ایک انگریزی نژاد کی تحریر ہونے کا دھوکہ کھایا۔ان تمام مشکل سوالات پر جو آج کل اسلام کے متعلق مذاہب دیگرہ کی طرف سے بناءِ حملہ ہو رہے ہیں آپ نے لاجواب اور سیر کُن بحثیں کیں۔ان میں سے بعض امور پر آپ نے وہ روشنی ڈالی کہ اس کی نظیر گذشتہ ہزار برس میں نظر نہیں آتی۔آپ کے زیر اہتمام صدر انجمن احمدیہ نے **قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ** شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔آپ کی تحریروں کے متعلق ذیل کی آرا پڑھنے کے قابل ہیں:۔

کلکتہ ریویو مجریہ اپریل ۱۹۰۲ء:۔ان انگریزی محاورات کی شہادت سے کہ جن محاورات کو کوئی اجنبی استعمال کر ہی نہیں سکتا یا ظہر من الشمس ہے۔کہ اس نئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں جو کچھ لکھا جاتا ہے۔وہ کسی **یورپین کے قلم سے نکلتا ہے۔جو انگریز ہے**+

اخبار کریسنٹ۔لورپول کا مشہور اسلامی پرچہ اپنی اشاعت ۱۶ستمبر ۱۹۰۳ء میں رقمطراز ہے:۔

"ریویو آف ریلیجنس کا پرچہ دلچسپ مضامین سے بھرا ہؤا ہے۔ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے متعلق جو جاہل عیسائی الزام لگایا کرتے ہیں۔ان کی تردید میں ایک نہایت فاضلانہ مضمون اِس میں لکھا گیا ہے۔جس سے عمدہ مضمون آج تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔اور ہم پورے جوش کے ساتھ اس مضمون کی طرف اپنے ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں"+

محمدؐ الگزنڈر رسل وِب امریکہ سے لکھتے ہیں "میں اس پرچہ کو بہت پسند کرتا ہوں۔

اسلامی مشنری دُنیا میں جاویں - اور اُس کی حقانیت دُنیا پر قائم کریں - اور ان زمینوں میں جہاں عیسائیت کی عمارت گر چکی ہے یا گر رہی ہے - وہاں اسلام کی عمارت قائم کریں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

میری یہ رائے ہے - کہ یہ پرچہ ہر ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہونا چاہئے جو کچھ بھی اپنی قوت متفکرہ سے کام لے سکتا ہے - ہر ایک نیک مزاج اور انصاف پسند آدمی جو اس کو پڑھیگا وہ ضرور اس سے رُوحانی اور اخلاقی فائدہ حاصل کریگا - مَیں یقین کرتا ہوں کہ یہ رسالہ دُنیا میں مذہبی خیال کو ایک خاص صورت دینے کے لئے ایک نہایت زبردست طاقت ہوگی - اور یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ آخر کار یہی رسالہ ان روکوں کو دور کرنے کا ذریعہ ہوگا جو جہالت سے سچائی کی راہ میں ڈالی گئی ہیں - اور اس طرح پر صداقت کو اپنی شاندار روشنی کے ساتھ دُنیا کے سامنے چمکا کر دکھلائیگا"۔

شیخ عبد اللہ کولیم لورپول انگلستان سے لکھتے ہیں: "مَیں ریویو آف ریلیجنز کو پڑھ کر بہت ہی خوش ہوتا ہوں - اور اس مُقدّس مذہب کی تائید میں مَیں اسے نہایت ہی قیمتی تحریر سمجھتا ہوں - میں چند آدمیوں کی ابتدائی فہرست بھیجتا ہوں جو آپ کے مفت رسالہ بھیجنے پر بہت ہی خوش ہونگے"۔

مسٹر میسکبین پالمپور "میں نے آپ کے رسالہ کو جس کا نام ریویو آف ریلیجنز ہے - اور جو اعلےٰ درجہ کی قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے پڑھا ہے - مجھے اسلام کا مطالعہ کرتے ہوئے تیرہ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے - اور مَیں نے جس قدر ممکن تھا کوشش کرکے انگریزی زبان میں جس قدر کتابیں اسلام پر لکھی گئی ہیں خواہ اُن کے مصنف مسلمان تھے یا غیر مسلمان سب جمع کی ہیں - اور اب اسلامی مذہب کا ایک خاصہ کتب خانہ میرے پاس جمع ہو گیا ہے - مگر اب تک میں نے ایک کتاب بھی ایسی نہیں پڑھی جس میں اسلام کی حمایت اس قدر زور کے ساتھ کیگئی ہو جیسا آپ کے شاندار پرچے میں" - پھر میں

مطلع صاف ہو چکا ہے۔ آسمان کے چہرہ سے گرد و غبار
دُور ہو رہا ہے۔ نسیم چلنی شروع ہو گئی ہے فصلِ بہار
قریب ہے۔ اسلام کی شوکت اب دُور نہیں۔ آسمانوں پر
اِس کی نصرت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مبارک وہ ہے
جو وقت کو پہچانے اور اس کام میں اعانت کرے۔ کہ
جس کے سرانجام دینے کے لئے خُود خدا کھڑا ہے۔ واللہ کیا
سچ فرمایا ہے جناب مسیح نے ؎

بمُفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ — قضائے آسمانست ایں بہرِ حالت شود پیدا
ہمے بینم کہ دادارِ قدیم و پاک میخواہد — کہ باز آں قوّت و اسلام و آں شوکت شود پیدا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

آپ کو اس قابل قدر پرچے کا ایڈیٹر ہونے کی حیثیّت سے مبارک باد دیتا ہوں۔ میں نے ابتک کوئی ایسی کتاب یا پرچہ نہیں پڑھا جس میں اسلام کی حمایت اس زبردست اور طاقتور ہاتھ سے کی گئی ہو جیسے آپ کے اس رسالہ میں کی جاتی ہے +

رسالہ البیان۔ جلد ۴ نمبر ۵ صفحہ ۲۲ لکھنؤ کا عربی اور اردو کا مشہور پرچہ لکھتا ہے ریویو آف ریلیجنس ہی ایک ایسا پرچہ ہے۔ جس کو خالص اسلامی پرچہ کہنا صحیح ہے ہم نے اس کے کئی نمبر دیکھے۔ اور ہم کو اس امر کے ظاہر کرنے میں کوئی تامّل نہیں کہ عربی میں المنار اور اردو میں ریویو آف ریلیجنس سے بہتر پرچے کسی زبان میں نہیں شائع ہوتے۔ مسلمانوں کو خوش ہونا چاہئے۔ کہ ہندوستان میں ایک ایسا رسالہ نکل رہا ہے۔ جس کے زوردار مضامین پر علم و فضل کو ناز ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں مسلمانوں کا سوادِ اعظم اس رسالہ سے ناواقف ہے۔ جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ یہ رسالہ قادیان سے نکلتا ہے۔ اور اور مرزا غلام احمد قادیانی اس کے سرپرست ہیں +

ظلّ اللہ! یہ چند باتیں تھیں جن کو دربارِ ظلّ اللٰہی تک پُہنچانے کے لئے اِس عاجز کے دل میں سچّا جوش تھا۔ اور یہ محض ابتغاءِ لوجہ اللہ۔ اور اس عاجز کی دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ حضرت ظلّ سُبحانی کے دل میں الہام کرے۔ اور راقم الحروف کی ہمدردی کا راز بندگانِ عالی مُتعالی پر کھول دے۔ تاکہ اس **نیاز نامہ** کو کسی خاص مطلب یا نفسانی غرض پر مبنی تصوّر نہ فرمایا جاوے۔ اب مَیں اِس نیاز نامہ کو اشعارِ ذیل پر ختم کرتا ہوں۔ جِس میں حضرت مسیح موعود نے اپنا اور اپنی جماعت کا مذہب ظاہر کیا ہے ؎

ما مسلمانیم از فضلِ خُدا مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم ہم بریں از دارِ دُنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام دامن پاکش بدستِ ما مدام
مہر او با شیر شد اندر بدن جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرُسل خیر الانام ہر نبُوّت را برو شد اختتام
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بُود آں نہ از خود از ہماں جائے بُود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال وصلِ دلدارِ ازل بے او محال
اقتدائے قولِ او در جانِ ماست ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

از ملائک واز خبر ہائے معاد — ہر چہ گفت آں مُرسلِ ربّ العباد
آں ہمہ از حضرتِ احدیّت است — مُنکرِ آں مُستحق لعنت ہست
معجزاتِ او ہمہ حق اند و راست — مُنکرِ آں موردِ لعنِ خُدا است
معجزاتِ انبیاء سابقیں — آں چہ در قرآں بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیا است
یک قدم دُوری ازآں عالیجناب — نزد ما کفر ست و خسران و تباب

لاہور احمدیہ بلڈنگس
عزیز منزل
۲۳-مئی ۱۹۰۹ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک غلام
خواجہ کمال الدین بی۔اے ایل ایل۔بی
وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور

کتبہ جمال الدین احمدی

پیغام بہ سکھ سرداران پنجاب

حسب الارشاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام وحسب تحریک وپسندیدگی اخی المکرم حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب سلمہ الرحمٰن میں نے یہ کتاب جسکا نام عنوان میں ہے لکھنی شروع کی ہے دراصل اہیں جو کچھ لکھا جاوے گا وہ حضرت اقدس جناب مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کا عکس ہوگا اور دراصل ہم اُس بستان سرسبز کے خوشہ چین ہیں اور اگر یہ خدمت خوشہ چینی بھی ہم کو نصیب ہو جاوے تو ہمنے بہت کچھ کرلیا۔ ہاں اس کا پیرایہ بہت نرم اور تالیف قلوب کے اصول پر ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بجائے اس کے کہ کسی قسم کی مخالفت کا جوش سکھ قوم میں پیدا کرے یہ کتاب محبت اور پریم کے ساتھ سکھ قوم میں پڑھی جاویگی۔ اس کتاب میں بہت سے نئے امور سکھ احباب کے غور وفکر کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔ مجھے انہیں دنوں حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت بھی ہوئی ہے آپنے مجھے حلفاً یقین دلایا ہے کہ اسلام ہی خدا کیطرف سے مذہب حقہ ہے اور ان کا خاتمہ اسلام پر ہی ہوا وہ اس بات سے نادم بھی تھے کہ ان کے پیروں میں کیوں اسقدر بدعات پیدا ہوگئیں اسلئے مینے ضروری سمجھا ہے کہ اس کتاب میں ان بدعات کا بھی کچھ ذکر کروں جن کو حضرت باوا صاحب علیہ الرحمۃ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اس سے بیزار ہیں اور یہ وہ بدعات ہیں جو سکھ صاحبان نے ہندو قوم سے لیکر اُنہیں اپنے مذہب کی جزو بنا رکھا ہے مجھے تو امید ہے کہ خدا تعالےٰ اس کتاب کی تصنیف اشاعت اور تاثیر میں مجھے خاص نصرت دے گا۔ لیکن احمدی برادران ابھی سے اس امر کے لئے میرے حق میں دعا شروع کریں میں اس کتاب کو شاید سو صفحے پر یا اس سے کم ختم کروں۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ یہ کتاب سکھ قوم میں کثرت سے مفت شایع ہو میرے ایک غیر احمدی دوست نے جو وکیل ہیں۔ دو صد جلد کی لاگت کا وعدہ دیا ہے اور اور ایسا ہی ایک اور غیر احمدی ذیجاہ افسر محکمہ انہار نے اس سے زیادہ امداد کا وعدہ دیا ہے جس طرح میرے احباب نے صحیفہ آصفیہ کو شایع کیا اسیطرح میں چاہتا ہوں کہ میرے احباب اس کتاب کو بہت حد تک خرید کر یا آپ یا میری معرفت سکھ قوم میں مفت تقسیم کریں۔ ممکن ہے کہ اس کتاب کی قیمت میں دو آنے یا شاید اس سے بھی کم رکھوں کاغذ عمدہ لکھائی عمدہ چھپائی عمدہ ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ احمدی احباب مجھے اطلاع دیں کہ وہ کس قدر کتابیں برائے تقسیم مفت خریدیں گے تاکہ مجھے اندازہ لگ جاوے کہ میں کس قدر کاپیاں چھپواؤں ۔

خواجہ کمال الدین
وکیل لاہور

سری نگر کشمیر
۲۵ ستمبر ۱۹۰۹ء

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

مذاہبِ عالم پر نظر

قیمت سالانہ اردو ہندوستان دو روپیہ (عہ)

قیمت ... سالانہ

یہ مذہبی رسالہ انگریزی اردو میں ماہوار شائع ہوتا ہے۔ اور اس میں **مذہب اسلام** کے اصول کا فلسفہ اور دیگر مذاہب کی غلطیوں کو خصوصاً بیان کیا جاتا ہے۔ اصول اسلا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور **قرآن کریم** پر اندرونی اور بیرونی حملوں اور تمام اعتراضات کا م اور مبسوط جواب دیا جاتا ہے۔ اور وہ سوالات جن پر بالخصوص اس نئی روشنی کے زمانے میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے۔ ان کو ایسے طور پر حل کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے دہریہ مزاجوں نے بھی جو بظاہر ا کا لباس پہنے ہوئے ہیں اسلام کے اصول اور تسلیم کی حقانیت کا اقرار کیا ہے۔ طرزِ بحث بالکل زمانہ موجودہ کی ضروریات کے مطابق ہے۔ انگریزی میں یہ رسالہ علاوہ ہندوستان کے یوروپ کے اکثر ممالک اور امریکہ آسٹریلیا۔ جاپان مصر سٹلمنٹ سیلون۔ افریقہ وغیرہ میں جاتا ہے۔ جہاں اس کے مضامین کو بڑے بڑے مشاہیر مسلمانوں اور عیسائیوں نے اعلےٰ درجے کے مضامین قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی ملائکہ۔ جنّت دوزخ عالمِ آخرت اسلام نماز دُعا وغیرہ کی مفصل حقیقت اور پردہ تعدّد ازدواج طلاق عصمت انبیاؑ وغیرہ وغیرہ اعتراضات کا مفصل اور مبسوط جواب اس کے گذشتہ نمبروں کے چند مضامین ہیں طالبانِ حق اور مسلما جو ہر قسم کے شکوک و شبہات مذہبی سوالات پر دور کرنا چاہتے ہوں۔ اسے ضرور خریدیں اور پڑھیں +

درخواستیں بنام منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور

قیمت پیشگی یا بذریعہ وی پی لی جاتی ہیں

نوٹ۔ عیسائیت اور آریہ دھرم کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر بزرگان ملت کی تصانیف کی مفصل فہرست دفتر میگزین قادیان ضلع گورداسپور سے مفت مل سکتی ہے۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

صحیفہ آصفیہ کا دوسرا ایڈیشن

بحمد اللہ صحیفہ آصفیہ پہلی دفعہ پندرہ صد کاپی چھپ کر قریباً پندرہ دن میں ہی شایع ہو گیا لیکن اس کتاب کی اشاعت کی ضرورت ابھی باقی رہی میرے ذی ہمت احباب لاہور نے جو ہمیشہ دینی کاموں میں حصہ دافر دفعہ طبع کتاب ہذا پر آمادہ کیا اور اس کے اخراجات کے لئے بھی وہی احباب ایک حد تک متکفل ہوئے۔ ملک کی خدمت میں شاہانہ طریق پر ایک مراسلہ کے ساتھ جو حضرت قبلہ خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی طرف سے حضور کے نام تھا پہونچ گئی ہے۔ اور اس وقت حضرت ظل اللہ کے زیر غور ہے۔ خدا کرے حضرت ظل سبحانی اور آپ کی مستفید ہو۔ ایسا ہی ایک جلد اس کتاب کی ایک اور مراسلے کیساتھ جناب پرایم منسٹر صاحب ریاست حیدر آباد کے حضور بھی ہو چکی ہے ان ہر دو مراسلجات کی نقل حضرت امیر المومنین کی اجازت سے اس ایڈیشن میں درج کر دی گئی ہے۔

اگرچہ پہلے ایڈیشن پر یہ کتاب حیدر آباد کے طبقہ اعلےٰ میں اچھی طرح شایع ہو چکی ہے۔ لیکن اس تبلیغ حقہ سے حقیقی مستفید ہونے والا جو طبقہ ہے ان میں اس کتاب کی اشاعت کماحقہ نہیں ہوئی اور مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ حقیقی طور پر مستفید ہونے والا یہی طبقہ ہے۔ میرے بعض مکرموں کی تو یہ رائے ہے کہ یہ کتاب ہر ایک حیدر آبادی گھر میں جاوے اور اس کے بعد ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کی کثرت سے اشاعت ہو کیونکہ ان کا خیال ہے کہ صحیفہ آصفیہ میں عاینت اختصار کل احمدی جماعت کی تبلیغ اور حقیقت ہے۔ لیکن سردست ہم ایک ہزار جلد حیدر آباد میں اس ایڈیشن پر بغرض اشاعت مفت بھیجتے ہیں اور باقی ڈھائی ہزار دیگر حصص ہندوستان میں شایع کی جاوے گی۔ ابھی اس کتاب کی قیمت میں دو آنے تجویز کرتا ہوں اور احمدی احباب کی خدمت میں میری استدعا ہے کہ جس طرح انہوں نے پہلے ایڈیشن پر اشاعت میں میرا ہاتھ بٹایا۔ وہ اب کے بھی مالی امداد بذریعہ خرید کتاب بحساب بالا دیں اس امداد سے بعد از منہائی اخراجات طبع ثانی جو کچھ بچ رہے گا وہ یا تو اس کتاب کے طبع بار سوم پر خرچ ہو گا۔ یا ایک اور کتاب کی اشاعت میں لگایا جاوے گا۔ جو اس وقت حسب الارشاد حضرت قبلہ خلیفۃ المسیح علیہ السلام میرے زیر تصنیف ہے یہ کتاب سکھ قوم کی تبلیغ کے لئے ہے اور اس کا اشتہار اس کتاب کے آخری صفحہ میں ہے ❖

خواجہ کمال الدین
مصنف صحیفہ آصفیہ

سری نگر۔ امیرا کدل
مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۹ء

سلہ۔ انمیں شیخ رحمت اللہ صاحب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب خاص طور پر قابل شکریہ ہیں خداتعالےٰ ان کو جزائے خیر دے اور اس سے بڑھکر دینی خدمت کی توفیق دے۔ منہ

سلہ۔ شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و جاگیردار لاہور۔ قبلہ ام حضرت مولوی محمد علی صاحب حضرت قبلہ سید حامد شاہ صاحب۔ اخی المکرم حضرت مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار پشاور وغیرہ وغیرہ۔

نقل مراسلہ منجانب حضرت امیر المومنین علیہ السلام بحضور نظام خلد اللہ ملکہ جس کیساتھ صحیفۂ آصفیہ بھیجا گیا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاٰلِہٖ مَعَ التَّسْلِیْمِ

بگرامی خدمت سلطان ابن السلطان سلطان ابن السلطان

حضور سلطان دکّن

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

امابعد - بامتثال ارشاد واجب الانقیاد حضرتِ رب العٰلمین شاہان شاہ ملیکِ مُقتدر مالکِ یوم الدّین اِن چند سطور کے پیش کرنیکی جرأت کرتا ہوں - اور وہ ارشاد یہ ہے :-

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (ہو تم بہت ہی اچھی جماعت وجود میں لائی گئی لوگوں کی بھلائی کے لئے ۔ امر کرتے ہو پسندیدہ کام کے روکتے ہونا پسند سے)

عالیجاہا - اگرچہ مادّی مُحقّقوں کے نزدیک صرف سلسلہ اسباب ومسببات کے ماتحت تمام حوادثِ ارضیّہ کا وقوع ہوتا ہے - بلکہ حوادثِ سماویہ کا حدوث بھی اِنہی اسباب سے ہے - مگر مترجمانِ کلماتِ الٰہیہ (صلی اللہ علیہم اجمعین) کے

پاس جو کلامِ الٰہی پہنچا ہے۔ اس میں ان حوادث کے وقوع کے لئے اصل میں دو سبب بیان کئے گئے ہیں۔ اور آپ اور آپ جیسے ہزاروں بادشاہ اور سلاطین ان مترجموں (صلوٰت اللہ علیہم) کو راستباز مانتے آئے ہیں۔ اور ان کے بیان کی تصدیق بدل و جان فرماتے رہے اور فرماتے ہیں۔ اور وہ اسباب ہماری پاک و مُقدّس لا ریب فیہ من رب العالمین کتاب قرآن کریم میں یہ بیان ہوئے ہیں:۔

اول ۔ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (جو کچھ پہنچا تجھے کسی قسم کی بھلائے پس وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے)۔

اور **دوم** کی نسبت کسی قدر تفصیل کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ اسی کا بیان میرا مقصود ہے۔

(**ا**) وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝ (سورہ شورٰے رکوع ۴) اور جو کچھ پہنچا تم کو کسی مصیبت سے تو وہ بسبب اس کے کہ کمایا تمہاری طاقتوں نے اور عفو فرماتا ہے وہ (اللہ) بہت بدیوں سے۔ حاصل ہر مصیبت کا باعث بدی ہے۔

(**ب**) فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ (آل عمران رکوع ۲) پھر پکڑ لیا اُنھیں اللہ نے بسبب ان کی بدیوں کے اور اللہ سخت بدیوں کا بدلہ دینے والا ہے۔

(**ج**) ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا (سورہ روم رکوع ۵) شرارت بر و بحر میں ظاہر ہو چکی ہے بسبب اس کے کہ کمایا ان کے ہاتھوں نے تو کہ چکھاوے کچھ مزہ اس کا کہ اُنھوں نے کیا +

(د) ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سورہ السبا رکوع ۲) یہ جزا دی ہم نے انھیں اس لئے کہ کفر کیا اُنھوں نے اور نہیں جزا دیتے ہم مگر مُنکروں کو +

(ہ) ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (انعام رکوع ۱۸) یہ بدلہ دیا ہم نے ان کو بسبب ان کی بغاوت کے اور ہم سچے ہیں +

(و) وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (النساء رکوع ۱۱) اور جو پہنچا تجھے کسی قسم کی تکلیف سے پھر وہ باعث تیری اپنی جان کے ہے +

(ز) ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (سورہ حج رکوع ۱) یہ بسبب اس کے کہ آگے کیا تیرے دونوں ہاتھوں نے اور تحقیق اللہ ظالم نہیں بندوں پر +

(ح) ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (سورہ آل عمران رکوع ۱۹) یہ بسبب اس کے کہ آگے کیا تمہارے ہاتھوں نے اور تحقیق اللہ ظالم نہیں بندوں کے لئے +

(ط) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ

(یونس رکوع ۵) تحقیق اللہ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی ولکن لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں +

(ی) وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (البقر رکوع ۲) اور ان کے لئے عذاب الیم ہے اس لئے کہ جھوٹ بولتے ہیں +

ان آیات کریمہ میں صاف صاف فرمایا گیا ہے۔ کہ سلسلہ اسباب میں تکالیف شدیدہ اور مصائب شاقہ کا آنا صرف انسان کے اعمال بد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور اسی کا ثمرہ ہے۔ بلکہ عربی زبان جو اُمّ الالسنہ ہے۔ اس کے عجائبات سے بھی اسی کا صاف پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ تکالیف و مصائب کو قرآن کریم اور لسان عربی مبین میں عقاب فرمایا ہے۔ جو اصل لفظ عقب سے نکلا ہے۔ جس کے معنے پیچھے کے ہیں۔ کیا معنے پہلے جب انسان خود ایسے امور کا ارتکاب کرتا ہے۔ جس کا نتیجہ دُکھ ہوتا ہے۔ تو پیچھے دُکھ آجاتا ہے عالیجاہا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو دو حصوں پر منقسم فرمایا ہے۔ ایک حصہ انسان کا وہ ہے جس پر فعل و ترک فعل میں انسانی دست تصرف و استطاعت و مقدرت کا دخل نہیں۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جس پر انسان کو استطاعت و مقدرت اور تصرف عطا ہوا ہے۔ اگر پہلا حصہ حکومت انسانیہ کے ماتحت نہیں تو اس کے اس حصہ پر حکومت کرنے کے لئے حکّام روحانی انبیاء اولیا علیہم الصلوٰت والتسلیمات اور جسمانی حکام

سلاطین اور بادشاہوں کی حکومت کا بھی تعلق نہیں مثلاً ہم لوگوں میں کس قدر ہڈیاں ۔اعصاب ۔شریانیں ۔وریدیں ہونی چاہئیں ۔ اس کے مُتعلّق شرائع انبیاوُرسل و قوانین سلاطین ساکت ہیں ۔ دوسرا حصّہ ہمارا جس پر ہماری حکومت ہے ۔مثلاً زبان سے بولنا ہاتھ پاؤں سے بشرطِ صحت کام لینا ۔اس حصّہ میں اگر ہم ایسا تصرف کریں جو قوانین الٰہیہ اور قوانینِ حکامِ دُنیا کے خلاف ہو ۔تو دونوں ہمیں سزا دینے کو مُتوجّہ ہوتے ہیں ۔ اور ایک حد تک عفو بھی فرمائیں تو دوسرے حد وموقع پر واجب الاخذ بھی تجویز فرماتے ہیں ۔ ان ظاہری حکام و بادشاہوں اور سلاطین کے قوانین چونکہ بدیوں کے اصل اصول کو دُور کرنے میں کافی نہ تھے ۔اِس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رُوحانی بادشاہ بھی وقتاً فوقتاً آتے رہے اور آتے رہینگے ۔مثلاً زنا بالجبر کا مُرتکب سلاطینِ ظاہر کے قوانین اور پولیس کے دست تصرف کے نیچے آکر سزا کا پانیوالا ہوسکتا ہے مگر نظر بد سے کام لینا اور کانوں کے ذریعہ ایسے امور کا سُننا جو اصل مبداء زنا بالجبر ہے چونکہ قوانین سلاطین جسمانی کے ماتحت نہیں آسکتا اور جبتک یہ انتظام نہ ہو امن کا قیام مشکل ہے ۔ اِس لئے انبیا ورسل کے ذریعہ ایسی سلطنت قائم ہوتی رہتی ہے جو اصُول جرائم کو باطل کرتی رہے ۔اور خاتم الرّسُل وَ النّبیّین کے بعد آپ کی اُمّت میں ہمیشہ مُجدّد و آئمہ اس

سلسلہ کی حفاظت کے لئے مامور ہوتے رہتے ہیں۔ اور جس طرح جسمانی بادشاہ توسیع مُلک اور اندرونی انتظامات کے لئے شب و روز فکرمند رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ باطنی سلطنت والے ہر دم اس فکر میں زندگی بسر کرتے ہیں ؁

عالیجاہا ۔ ظاہری سلطنتیں جس طرح بدامنی کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ باطنی سلطنتیں بھی اُسی طرح رُوحانی بدامنی کے بعد پیدا ہوتی ہیں ہاں اِس میں شک نہیں کہ ہر ایک سلطنت کا ابتدا بہت خفیف رنگ میں ہوتا ہے مگر آخر بتدریج الٰہی تائیدوں سے قوی ہوتا جاتا ہے اور جس طرح ظاہری فوجیں اُمور مُلکداری میں امداد کرتی ہیں اسی طرح الٰہی افواج باطنی سلطنت کے استحکام پر مُمِد ہوتی ہیں۔ **قرآن کریم** میں فرمایا ہے۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (سورۃ الاحزاب ع۲)

پھر بھیجا ہم نے ان پر تیز ہواؤں اور ایسے لشکروں کو جو تم نے نہیں دیکھا ؁

عالیجاہا ۔ موجودہ وقت میں اخلاق ذمیمہ ۔ رذائل اور رُوحانی امراض کا جیسا زور ہے۔ اور جس طرح اِس میں بدامنی نظر آتی ہے تو اریخ میں اِس شدّت کی رُوحانی بدامنی نظر نہیں آتی ۔ فسق و فجور کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ کوئی بدی نہیں رہی ۔ جس کا ارتکاب کھلا نہیں ہو رہا جماع الاثم شراب کروڑوں کا ہر ہفتہ میں فروخت ہوتا ہے۔

حبائل الشیطان عورتیں بے حجاب ہیں - زنا جُرم نہیں رہا - عام علماء - سجّادہ نشین اور اُمرا کے حالات آپ سے مخفی نہیں - مذہب صرف ہنسی - کھیل تحقیر کا مشغلہ ہے اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ - قرآن کریم صرف جھوٹی قسموں کے کھانے کو کچہریوں میں رکھا ہے یا بلا فہم مطلب حُفّاظ کی زبان پر یا اُس کے چند کلمات محض وظائف کے لئے ہیں نہ دستُور العمل بنانے کے لئے کسی گھر میں وہ نہیں سمجھایا جاتا اور اُمرا کے لئے تو جو امر کسی مذہب و ملّت میں جائز نہ تھا سب مُباح ہو گیا - اس لئے حسب قانُون مُستمرۂ الٰہیہ اِس بد امنی کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مُجدّد الوقت امام کو مبعُوث فرمایا جس نے سالہا سال کی محنتِ شاقہ سے ایک جماعت کو قرآن پر عمل کے لئے قائم کیا جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء اور اُس کے لئے تمام دُنیا میں سزا دہندہ فوجیں روانہ فرمائیں - جیسے فرماتا ہے - وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۵) اور واللہ ضرور ہی بھیجے ہم نے تجھ سے پہلی قوموں میں پھر پکڑا ہم نے اُنھیں قحط یا بیماری میں اسلیئے کہ تضرع کریں -

عالیجاہا - کوئی بھی نظر فرماوے کہ باساء اور ضرّا کی کوئی حد رہی ہے - قحط ہے تو کتنا عام و وسیع ہے - طاعون نے کس قدر

لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ بأس کے لئے بوئروں اور انگریزوں کی جنگ۔ جاپان اور رُوس کا باہمی قتال۔ شخصی حکُومتوں کے عظیم الشان کارکُنوں میں سلطان عبدالحمید کی ۳۴ سالہ حکومت کے بعد اُس کی موجودہ حالت۔ شاہ کجکلاہ ایران کے مصائب پر نظر کرتے ہوئے دِل کانپ اُٹھتا ہے۔ پھر آپ کے عہد میں مُوسے ندی کی طغیانی **نظام میوزیم** کی بجلی عبرت گاہیں ہیں۔ اِس تحریک و توجّہ کے لئے ایک مختصر رسالہ پیش نظر خُدّامِ والامقام کیا جاتا ہے۔ اِس کو مفید و با برکت بنانا اللہ تعالیٰ کی توفیق پر منحصر ہے۔ غرض یہ ہے کہ اس عظیم الشان **مجدد** اور **مصلح** کی آپ کے زیر سایہ مُلک میں بیجا مخالفت نہ ہو۔ اور اس کی جماعت کو جو امن پسند ہے بے وجہ کوئی تکلیف نہ پُہنچے۔ اور مُسلمانوں کی حالت کی طرف خصوصاً حضُور کی توجہ مبذُول ہو۔

(دستخط) **نُورالدّین**

از قادیان

نقل مراسلہ منجانب مصنف صحیفۂ آصفیہ بخدمت جناب پرائم منسٹر صاحب دولتِ آصفیہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسلِماً

بعالیخدمت سرچشمۂ مکرمت معدنِ علم ومنبعِ فضیلت

راجۂ راجگان مہاراجہ سر کشن پرشاد صاحب بہادر

کے سی ایس آئی یمین السلطنت مدار المہام سرکار

حضور نظام خلد اللہ حشمتہٗ

پس از مراسمِ تحیات و کورنشات۔ خاکسار راقم الحروف حسب ذیل عرض پرداز ہے :۔

یہ عریضہ اُس عظیم الشان مقدس انسان کے ایک ادنےٰ غلام کی طرف سے ہے جو اِس کلجگی زمانہ میں سری مہاراج کرشن جی کے نامِ نامی پر سری بھگوان کے اُس ست بچن کے مطابق اِس ملکِ

ہندوستان میں ظاہر ہوُا ہے جو سری مہاراج نے آج سے پانچ ہزار
برس پہلے گیتا میں فرمایا تھا +

यदा यदा हि धर्मस्य, ग्लानि र्भवति भारत।
अभ्युत्थान मधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥

ترجمہ - جب کبھی دُنیا میں ادھرم ہو جاتا ہے - اُس وقت مَیں
کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتا ہوں +

یہ کلمۂ عرفان جو مُلہمِ **حقیقی** نے حضرت **کرشن** علیہ السّلام
کی زبان معرفتِ ترجمان پر جاری کیا ایک حقیقی صداقت اپنے
اندر رکھتا ہے - اگر امساکِ باراں کے وقت جسمانی زندگی کا قیام
بارانِ رحمت کو چاہتا ہے تو ادھرمی سمے میں آتمک زندگی -
رُوحانی بارش کی سخت محتاج ہے +

عالیجاہا - یہ کلامِ مُعجز نظام اُس اُولوالعزم نبی کا ہے جو حقیقی
وِدّیا کا بادشاہ تھا اور جِس کے کمالات کے باعث لوگوں نے اُسے
پرمیشر مان لیا - اور ضرور ہے کہ یہ **ستّ بچن** پورا ہو کر رہے - اگر
دُنیا نے **کرشن** کے بعد کلجُگ اور ادھرم کو دیکھنا ہے تو یہ بھی ضرور
ہے کہ ہر کلجُگ اور ادھرمی وقت پر سری مہاراج کسی نہ کسی رُوپ
میں ظہور فرمائیں +

عالیجاہا - آپ سے یہ امر مخفی نہیں کہ سری کرشن جی مہاراج کے سرگباش ہونے کے بعد اگر دنیا نے خطرناک **کلجگ** دیکھا تو وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے کا زمانہ تھا اس وقت دنیا سے روح وراستی اُٹھ گئی تھی ایسے وقت میں **سید الکونین فخر عرب وعجم** حضرت **محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے** صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرما کر دُنیا میں ازسرنوست جگ کو قائم کیا - اور اس طرح اس **نبئی ہندوستان** کے مذکورہ بالا الفاظ پورے ہوئے ❖

عالیجاہا - اس یگ کے بعد ایک اور خوفناک یگ ظاہر ہوا جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے - اس وقت دھرم اور ایمان روئے زمین سے نابود ہو چکا ہے - اور اس کی جگہ گناہ اور پاپ پرتھوی پر حکومت کر رہی ہیں - پرتھوی اپنی پیٹھ سے ظلمت و عصیان کے بوجھ کو اتارنا چاہتی تھی - اور اس کا تقاضا تھا کہ سری کرشن جی مہاراج ظہور پذیر ہو کر اپنے الفاظ کے مطابق نیکوں کی پالنا کریں اور بروں کا ناش کر کے دھرم کو قایم کریں جیسے کہ وہ گیتا میں فرما گئے ہیں :-

परित्राणाय साधुनां, विनाशायच दुष्कृताम्॥
धर्म संस्थापनार्थाय, सम्भवामि युगे युगे॥८॥

ترجمہ: نیکوں کی حفاظت کے لئے بُروں کے ناش کے لئے دھرم
کے قائم کرنے کے لئے ہر ایک یُگ میں مَیں ظاہر ہوتا ہوں +
عالیجاہا۔ اس سرزمین پنجاب میں ایک مُقدّس اِنسان اُٹھا اور
اِس الہامِ ربّانی کے ماتحت آج سے تیس سال پہلے کرشن رُودھر
گوپال ہونے کا دعوےٰ کیا۔ وہ نیکوں کی پالنا اور بُروں کا
ناش کر کے دھرم کی بُنیاد دُنیا میں قائم کر گیا۔ چنانچہ اِس عریضہ کے
ساتھ جو ایک کتاب موسومہ بہ **صحیفہ آصفیہ** بطور تحفہ مُحقّرہ ابلاغ
خدمتِ عالی ہے۔ اس کا موضُوع سری کرشن جی کی صفت رُودھر
ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ حضُور اِس ناچیز تحفہ کو قبُول فرما کر اس کو
مطالعہ کی عزّت بخشینگے۔ اور عاجز داعی بالخیر راقم الحروف کو مشکور
فرمائینگے +

دُعاگو

خواجہ کمال الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

وکیل چیف کورٹ پنجاب

مصنف صحیفۂ آصفیہ و کرشن اوتار